

INSC 1116 2025

قابل رپورٹ

بھارت کی سپریم کورٹ میں

سول اور یجنل دائرہ اختیار

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 276 برائے 2025

معاملہ: وقف ترمیمی ایکٹ، 2025 (1)

(دستخط کی تصدیق نہیں ہوئی)

ڈیجیٹل طور پر دستخط شدہ

دیپک سنگھ

تاریخ: 2035.09.15

15 11:43:52

وجہ

بمعمہ

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 814 برائے 2013

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 269 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 284 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 314 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 331 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 344 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 353 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 375 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 381 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 398 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 415 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 427 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 431 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 436 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 439 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 440 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 445 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 447 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 450 برائے 2025

رٹ پٹیشن (سول) نمبر 2025 برائے ڈائری نمبر 19103 برائے 2025

ٹرانسفر پٹیشن (سول) نمبر 1316 برائے 2025

"تعارف" (صفحہ 3)

"پیشکشیں" (صفحہ 6)

i. درخواست گزاروں کی جانب سے (صفحہ 6)

ii. جواب دہندگان کی جانب سے (صفحہ 18)

iii. جواب الجواب (صفحہ 40)

"بحث اور تجزیہ" (صفحہ 44)

i. عبوری ریلیف کی منظوری کا دائرہ (صفحہ 45)

ii. وقف کی قانون سازی کی تاریخ (صفحہ 54)

a. مسلمان وقف ایکٹ، 1923 (صفحہ 54)

b. بنگال وقف ایکٹ، 1934 (صفحہ 57)

c. وقف ایکٹ، 1954 (صفحہ 58)

d. وقف انکوائری کمیٹی اور وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 (صفحہ 61)

e. وقف ایکٹ، 1995 (صفحہ 65)

iii. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعات پر غور (صفحہ 72)

a. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 4(a)(ix) (صفحہ 79)

b. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 4(b)(ix) (صفحہ 84)

c. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 5 (ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3C) (صفحہ 88)

d. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 5 (ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3D) (صفحہ 98)

e. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 5 (ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3E) (صفحہ 100)

f. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعات 10، 12 اور 16 (صفحہ 103)

g. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 21 (صفحہ 113)

h. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 43 (صفحہ 117)

i. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 44 (صفحہ 120)

j. زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 45 (صفحہ 121)

"نتیجہ" (صفحہ 124)

بی. آر. گاوائی، چیف جسٹس

## فیصلہ

### تعارف

1. معاملات کے اسڈیج میں پہلی پانچ رٹ پیشینہ، یعنی رٹ پیشینہ (سول) نمبر 276، 314، 284، 331 اور 269 برائے 2025، وقف (ترمیمی) ایکٹ، 2025 کی کئی دفعات کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتی ہیں، اس بنیاد پر کہ وہ آئین کے آرٹیکل 14، 15، 19، 21، 25، 26، 29، 30 اور 300A کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آئین کے الٹرا وائرس ہیں۔

2. اگرچہ درخواست گزار زیر اعتراض ایکٹ کی تقریباً تمام دفعات کی آئینی حیثیت کو چیلنج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، تاہم پیش کی گئی دلیلوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اصل چیلنج یونائیٹڈ وقف مینجمنٹ، ایمپاورمنٹ، ایفیشینسی اینڈ ڈویلپمنٹ ایکٹ، 1995 میں کی گئی ترمیمات، یعنی دفعات 3(r)، 108A، 108، 107، 104، 36، 23، 14، 9، 3E، 3D، 3C، پر ہے۔ لہذا، یہ واضح ہے کہ زیر اعتراض ایکٹ کی سب سے زیادہ متنازعہ دفعات دفعات 4(44)، 43، 21، 16، 12، 10، 5، 4(ix)(b)، 4(ix)(a) اور 45 ہیں جنہوں نے وقف ایکٹ، 1995 کی دفعات میں ترمیم کی ہے۔

3. سب سے پہلے، یونین آف انڈیا کی جانب سے پیش ہونے والے معزز سالیسٹر جنرل، شری تشار مہتا، نے پیشکش کی کہ 16 اپریل 2025 اور 17 اپریل 2025 کو ہونے والی سماعت میں اس عدالت نے عبوری مرحلے پر غور کرنے کے لیے درج ذیل تین مسائل کی نشاندہی کی تھی:

(i) ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کو چیلنج، جو وقف بائی یوزر کو مستقبل کے طور پر تسلیم نہیں کرتی؛

(ii) ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3C کے تحت حکومتی املاک کے لیے خصوصی دفعہ کو چیلنج؛ اور

(iii) ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 اور 14 کے تحت بالترتیب مرکزی وقف کو نسل اور ریاستی وقف بورڈ کی

## تشکیل میں تبدیلیاں۔

4. تاہم، اس پوزیشن کو ایک درخواست گزار کی جانب سے پیش ہونے والے معزز سینٹر کو نسل، شری کپل سبل نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ معزز سینٹر کو نسل نے پیشکش کی کہ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ لہذا، ہم نے فریقین کی طرف سے اٹھائے گئے تمام مسائل پر عبوری ریلیف کے سوال پر غور کرنے کے لیے کارروائی کی۔

5. یہ نوٹ کرنا بھی متعلقہ ہے کہ جب سابق چیف جسٹس آف انڈیا، شری سنجیو کھنہ کی سربراہی میں ایک سابق بچ نے 17 اپریل 2025 کو اس معاملے کی سماعت کی، تو کچھ پہلوؤں پر معزز سالیسٹر جنرل کا ایک بیان ریکارڈ کیا گیا جس کا اثر درج ذیل تھا:

".... وہ اس عدالت کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ اگلی سماعت کی تاریخ تک مرکزی وقف کو نسل اور ریاستوں اور قومی دارالحکومت دہلی کے وقف بورڈز میں پرنسپل ایکٹ، یعنی یونائیٹڈ وقف مینجمنٹ، ایمپاورمنٹ، ایفیشینسی اینڈ ڈویلپمنٹ ایکٹ، 1995، جیسا کہ وقف (ترمیمی) ایکٹ، 2025 کے ذریعہ ترمیم کی گئی ہے، کی دفعہ 9 اور 14 کے تحت کوئی تقرری نہیں کی جائے گی۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ اگر کسی ریاست یا قومی دارالحکومت دہلی کی حکومت ایسی کوئی تقرری کرتی ہے، تو اسے باطل قرار دیا جاسکتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگلی سماعت کی تاریخ تک، کسی بھی وقف، بشمول وقف بانی یوزر، خواہ وہ نوٹیفکیشن کے ذریعے اعلان کیا گیا ہو یا رجسٹریشن کے ذریعے، اسے ڈی-نوٹیفائی نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اس کی خصوصیت یا حیثیت کو تبدیل کیا جائے گا۔"

## پیشکشیں

6. ہم نے درخواست گزاروں کی جانب سے پیش ہونے والے معزز سینٹر کو نسل شری کپل سبل، ڈاکٹر

راجیو دھون، ڈاکٹر اے۔ ایم۔ سنگھوی، شری سی۔ یو۔ سنگھ اور شری حزیفہ احمدی کی باتوں کو بڑی تفصیل سے سنا۔ ہم نے یونین آف انڈیا کی جانب سے پیش ہونے والے معزز سالیسٹر جنرل شری تشار مہتا کے ساتھ ساتھ یونین آف انڈیا کے موقف کی حمایت کرنے والے مداخلت کرنے والوں کی جانب سے پیش ہونے والے معزز سینئر کونسل شری راکیش دویدی، شری رنجیت کمار، شری گوپال سنکر نارائن اور شری گرو کرشنا کمار کی باتوں کو بھی تفصیل سے سنا۔

## i. درخواست گزاروں کی جانب سے

7. شری سبل، معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ اگرچہ زیر اعتراض ایکٹ کا کہنا ہے کہ اسے وقف کی "حفاظت" کے لیے بنایا گیا ہے، لیکن اس کے سچھے اصل ارادہ وقف کی املاک کو چھیننا یا بے دخل کرنا ہے۔ پیشکش کی گئی کہ 2025 تک، ایک وقف کی رجسٹریشن لازمی نہیں تھی کیونکہ اگرچہ مسلمان وقف ایکٹ، 1923، اور بعد میں اور یجنل وقف ایکٹ جو 2013 تک جاری رہا، میں وقف کی رجسٹریشن کی دفعہ موجود تھی، تاہم عدم تعمیل کی صورت میں متولی کو ہٹانے کے علاوہ کوئی نتیجہ فراہم نہیں کیا گیا تھا۔

8. انہوں نے پیشکش کی کہ 1954 سے پہلے، "وقف بانی یوزر" کی رجسٹریشن ضروری نہیں تھی۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ زیر اعتراض ایکٹ کی دفعات 4(b)(ix) اور 4(e)(ix) کے ذریعہ، "وقف بانی یوزر" کی دفعہ کو حذف کر دیا گیا ہے اور دفعہ 3(r) میں شامل کردہ شرط اب موجودہ "وقف بانی یوزر" کو زیر اعتراض ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا اس پر رجسٹرڈ ہونے کی ضرورت ہے۔

9. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3D کی دفعہ کو چیلنج کرتے ہوئے، شری سبل نے پیشکش کی کہ 1904 سے 1958 تک موجود مختلف قوانین کے تحت، مذہبی رسم و رواج کا حق، یہاں تک کہ جو قدیم یادگاریں تھیں، محفوظ تھا۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ تاہم، نئی شامل کردہ دفعہ 3D کے ذریعہ، کسی بھی یادگار کو "محفوظ یادگار" کے طور پر نوٹیفائی کرنے پر، وقف ایکٹس کے تحت دیے گئے اعلانات باطل ہو جائیں

گے۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ زیر اعتراض ایکٹ شہریوں کے اپنے مذہبی رسم و رواج کو جاری رکھنے کے حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے جو آئین کے آرٹیکل 14، 15، 25 اور 26 کی خلاف ورزی ہے۔

10. جہاں تک زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 4(a)(ix) کے ذریعہ دفعہ 3(r) میں ترمیم کا تعلق ہے، شری سبل نے پیشکش کی کہ کسی بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کو وقف قرار دینے کے لیے کسی کو کم از کم پانچ سال تک اسلام پر عمل کرنے کا "ثبوت یا مظاہرہ" کرنے کی ضرورت مکمل طور پر امتیازی اور من مانی ہے۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ دیگر مذاہب کے حوالے سے ایسی کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔ لہذا، شری سبل نے پیشکش کی کہ ایسی ضرورت آئین کے آرٹیکل 14، 15، 19، 21، 25 اور 26 کی واضح خلاف ورزی ہے۔

11. مزید، شری سبل نے پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3E یہ فراہم کرتی ہے کہ آئین کے پانچویں اور چھٹے شیڈول کی دفعات کے تحت درج قبائل کے اراکین سے تعلق رکھنے والی کوئی بھی زمین وقف جائیداد قرار دینے یا سمجھنے کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ایسی پابندی ان درج قبائل سے تعلق رکھنے والے افراد کی مذہبی آزادی پر ایک براہ راست حملہ ہے جو اسلام پر عمل کر رہے ہیں اور جو وقف بنانے کے لیے اپنی املاک عطیہ کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

12. شری سبل نے پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعات 9، 14 اور 23 میں کی گئی ترمیمات کا مسلم کمیونٹی پر براہ راست اثر پڑتا ہے کیونکہ وقف کونسل اور وقف بورڈز کے اراکین کی اکثریت غیر مسلم ہو سکتی ہے اور انہیں وقف کے معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت ہوگی، جس سے مسلمانوں کے اپنے مذہبی رسم و رواج کے معاملات کو آزادانہ طور پر منظم کرنے کے حقوق پر براہ راست اثر پڑے گا۔



13. انہوں نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت، جو مرکزی وقف کونسل کے قیام اور تشکیل سے متعلق ہے، 22 اراکین میں سے 12 اراکین غیر مسلم ہو سکتے ہیں، جس سے کونسل میں صرف 10 مسلمانوں کے لیے جگہ بچتی ہے۔ اسی طرح، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت، جو کسی ریاست اور قومی دارالحکومت دہلی کے لیے بورڈ کی تشکیل سے متعلق ہے، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ 11 اراکین میں سے 7 اراکین غیر مسلم ہو سکتے ہیں، جس سے غیر مسلموں کی اکثریت کو وقف کے معاملات کو منظم کرنے کے قابل بنایا جاسکتا ہے۔

14. یہ مزید پیشکش کی گئی ہے کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت، بورڈ کا چیف ایگزیکٹو آفیسر پہلے مسلمان ہونا ضروری تھا لیکن زیر اعتراض ایکٹ کی وجہ سے، اب اسے ریاستی حکومت میں جو اینٹ سیکرٹری کے عہدے سے نیچے کا شخص نہیں ہونا پڑے گا اور ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہو۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی پیشکش کی گئی کہ بورڈ کی تشکیل کا طریقہ اب الیکشن سے حکومت کی طرف سے نامزدگی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

15. جہاں تک ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3C کا تعلق ہے، شری سبل نے پیشکش کی کہ دفعہ 3C کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت، کوئی بھی "حکومتی جائیداد" جسے اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں وقف جائیداد کے طور پر شناخت یا اعلان کیا گیا ہے، وہ وقف جائیداد نہیں سمجھی جائے گی۔ انہوں نے پیشکش کی کہ دفعہ 3C کی ذیلی دفعہ (2) مکمل طور پر من مانی ہے کیونکہ اگر کوئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی جائیداد وقف جائیداد ہے، تو ریاستی حکومت ایک نامزد افسر، جو کلکٹر کے عہدے سے اوپر ہو، کو نوٹیفکیشن کے ذریعے مقرر کر سکتی ہے تاکہ وہ قانون کے مطابق انکوائری کرے اور یہ طے کرے کہ آیا سوال میں جائیداد ایک حکومتی جائیداد ہے یا نہیں اور ریاستی حکومت کو ایک رپورٹ پیش کرے۔ یہ پیشکش کی گئی کہ "حکومتی جائیداد" کی اصطلاح جیسا کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3(fb) میں "حکومتی تنظیم" کی تعریف کے ساتھ

پڑھا جاتا ہے، اس میں ریاستی تعلق کو بھی شامل کیا گیا ہے جو وقف کی حیثیت کو شکست دینے کے لیے کافی ہے۔ مزید پیشکش کی گئی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3C میں استعمال کیے گئے الفاظ "قانون کے مطابق" ہیں اور اس بارے میں کوئی تفصیلی رہنما اصول فراہم نہیں کیے گئے ہیں کہ نامزد افسر کس طرح انکوائری کرے گا جس سے یہ دفعہ مکمل طور پر من مانی ہو جاتی ہے۔ یہ مزید پیشکش کی گئی کہ دفعہ 3C کی ذیلی دفعہ (2) کی شرط بھی مکمل طور پر غیر آئینی ہے کیونکہ رپورٹ پیش کرنے سے پہلے بھی، سوال میں جائیداد وقف جائیداد نہیں رہے گی۔

16. شری سبل نے پیشکش کی کہ ایسی صورت میں ایک وقف کے لیے دستیاب واحد علاج ٹریبونل سے رجوع کرنا ہے جیسا کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔ تاہم، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ انکوائری رپورٹ کے نتائج کو ٹریبونل میں چیلنج کرنے سے پہلے بھی، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3C کی ذیلی دفعات (3) اور (4) کے مطابق، سوال میں جائیداد کی حیثیت کو ریونیو ریکارڈز میں خود بخود حکومتی جائیداد کے طور پر تبدیل کر دیا جائے گا اور وقف اپنی ملکیت کھودے گا۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ نامزد افسر کے یکطرفہ فیصلے پر، ایک وقف کے طور پر اعلان کردہ جائیداد وقف کی جائیداد نہیں رہے گی اور وقف کو وقف ٹریبونل کے دروازوں پر دستک دینے کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔

17. شری سبل نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعات 3C اور 3D اصل بل میں شامل نہیں تھیں اور اس طرح جو انٹ پارلیمانی کمیٹی یا پارلیمنٹ میں ان پر کوئی بحث نہیں ہو سکی اور انہیں یکطرفہ طور پر نافذ کیا گیا۔

18. معزز سینئر کونسل نے مزید پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ کے تحت، دفعہ 4 کی ذیلی دفعات 1(2)، A اور 3 نے اوقاف کے سروے کرنے کے لیے ایک تفصیلی طریقہ کار فراہم کیا تھا۔ تاہم، زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 6(c) کے ذریعہ، مذکورہ دفعات کو ختم کر دیا گیا ہے۔

19. شری سبل نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی نظریں، ہر وقف کی بورڈ کے ساتھ رجسٹریشن لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ مزید فراہم کیا گیا ہے کہ زیر اعتراض ایکٹ کے آغاز سے یا اس کے بعد، کوئی بھی وقف وقف نامہ کے عملدرآمد کے بغیر نہیں بنایا جائے گا۔ شری سبل نے پیشکش کی کہ مذکورہ دفعہ اسلامی قانون کے اصولوں کے بالکل برعکس ہے۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ اسلامی قانون کے تحت، ایک وقف زبانی تحفے کے ذریعے بھی بنایا جاسکتا ہے۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ ایسی ایک دفعہ اسلام پر عمل کرنے والے مسلمانوں کے زبانی تحفے کے ذریعے وقف بنانے کے حقوق پر منفی اثر ڈالتی ہے۔

20. شری سبل نے اس کے بعد اس عدالت کی توجہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعات (7) اور (7A) کی طرف مبذول کرائی؛ جس کے مطابق رجسٹریشن کے لیے ایک درخواست کی وصولی پر، بورڈ کلکٹر کو درخواست کی صداقت اور قانونی حیثیت اور اس میں کسی بھی تفصیلات کی درستگی کی انکوائری کرنے اور بورڈ کو ایک رپورٹ پیش کرنے کے لیے آگے بڑھائے گا۔ اور اگر کلکٹر، اپنی رپورٹ میں، یہ بتاتا ہے کہ جائیداد، مکمل یا جزوی طور پر، "تنازعہ" میں ہے یا ایک "حکومتی جائیداد" ہے، تو وقف کو رجسٹر نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تنازعہ ایک قابل عدالت کی طرف سے فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ دفعہ 36 کی ذیلی دفعات (7) اور (7A) کو اس کی ذیلی دفعہ (10) کے ساتھ پڑھا جائے، تو ایک وقف جو رجسٹرڈ نہیں ہے وہ بے علاج ہو چکا ہے کیونکہ یہ کسی بھی حق کے نفاذ کے لیے کسی بھی مقدمہ، اپیل یا دیگر قانونی کارروائیوں کو روکتا ہے۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ یہ پوری کمیونٹی کے حقوق کا "ہول سیل چھیننا" ہے۔

21. شری سبل نے مزید پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 108 ایو کیوٹی پر اپریٹیز میں سے بنائے گئے وقف کے حوالے سے ایک خصوصی دفعہ تھی۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ زیر اعتراض ایکٹ کے

ذریعے، مذکورہ دفعہ کو مکمل طور پر حذف کر دیا گیا ہے، جس سے ایویکوتی پر اپریٹیز میں سے وقف بنانے پر پابندی عائد ہو گئی ہے۔

22. ڈاکٹر دھون، معزز سینئر کونسل، نے پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ میں موجود پہلے کی دفعہ 104، جو ان املاک پر لاگو ہوتی تھی جو اسلام کا دعویٰ نہ کرنے والے افراد کی طرف سے کچھ اوقاف کی حمایت کے لیے دی گئی اور عطیہ کی گئی تھیں، کو زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 43 کے ذریعہ حذف کر دیا گیا ہے، جس سے غیر مسلموں پر اپنی املاک کو وقف سے متعلق سرگرمیوں کے لیے عطیہ کرنے پر پابندی لگ گئی ہے۔ یہ پیشکش کی گئی کہ یہ آئین کے حصہ III کی دفعات کی خلاف ورزی ہے۔

23. ڈاکٹر دھون نے پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 2 میں دوسری شرط کو شامل کرنے سے، اب ایک "ٹرسٹ" پر ایکٹ کی اطلاق پر پابندی عائد ہو گئی ہے جو ایک مسلمان کی طرف سے وقف کی طرح کی سرگرمیاں انجام دینے کے لیے بنایا گیا ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ مذکورہ ترمیم سے پہلے، ایک مسلمان بھی وقف کی طرح کا ایک ٹرسٹ خیراتی مقاصد کے لیے بنا سکتا تھا۔ تاہم، وہ حق اب زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 3 کے ذریعہ چھین لیا گیا ہے۔

24. ڈاکٹر دھون نے مزید پیشکش کی کہ زیر اعتراض ایکٹ آئین کے سیکو لر کردار پر ایک براہ راست حملہ ہے کیونکہ یہ آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت ثقافت کو محفوظ رکھنے کے حق پر منفی اثر ڈالتا ہے۔

25. جہاں تک "وقف بانی یوزر" کی دفعہ کو حذف کرنے کا تعلق ہے، ڈاکٹر دھون نے اس عدالت کے آئینی بنچ کے فیصلے میں سید محمد سالی لبائی (مرحوم) بمقابلہ محمد حنیفہ (مرحوم) میں پیرا گراف 134، 1 پر بھروسہ کیا ہے۔

26. ڈاکٹر ابھیشیک منو سنگھوی، معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) میں ترمیم، جہاں تک کم از کم پانچ سال تک اسلام پر عمل کرنے کا ثبوت یا مظاہرہ کرنے کا تعلق ہے، مکمل

طور پر دہشت پھیلانے اور ریاست کے ہاتھوں میں مکمل کنٹرول دینے کے لیے کی گئی تھی جو حکومتی دفاتر کے لامتناہی دوروں اور اس طرح انہیں ہراساں کرنے کا باعث بنتی ہے۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ کسی بھی دوسرے مذہب کے حوالے سے ایسی کوئی دفعہ موجود نہیں ہے، جس میں کسی شخص کو اپنے حقوق سے لطف اندوز ہونے کے قابل ہونے سے پہلے پانچ سال تک کسی مذہب پر عمل کرنے کا ثبوت دینے کی ضرورت ہو۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ ترمیمی دفعہ مذہب کی بنیاد پر مکمل طور پر امتیازی ہونے کی وجہ سے آئین کے آرٹیکل 15 کی مکمل خلاف ورزی ہے۔

27. ڈاکٹر سنگھوی نے پیشکش کی کہ زیر اعتراض ایکٹ، خاص طور پر اور بجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 میں ترمیم سے متعلق دفعات ایک کیج 22 کی صورتحال پیدا کرتی ہیں۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ایک طرف متعلقہ حکام تنازعہ کی بنیاد پر وقف کے طور پر رجسٹریشن دینے سے انکار کر سکتے ہیں اور دوسری طرف وقف کے طور پر جائیداد کی غیر رجسٹریشن پر، متعلقہ فریقین ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ (10) کی وجہ سے کوئی بھی کارروائی فائل کرنے سے بے علاج ہو جائیں گے۔

28. ڈاکٹر سنگھوی نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3D کی دفعہ دوبارہ مکمل طور پر امتیازی ہے کیونکہ یہ صرف مسلمانوں کے ذریعے بنائے گئے وقف پر ایسی پابندی عائد کرتی ہے اور ان یادگاروں کے حوالے سے کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے جو دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ذریعے استعمال کی جا رہی ہیں۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ مذکورہ دفعہ آئین کے آرٹیکل 15 کی خلاف ورزی ہے۔ ڈاکٹر سنگھوی نے پیشکش کی کہ یہاں تک کہ سروے بھی جو زیر اعتراض ایکٹ کی دفعات کو نافذ کرنے کے لیے ایک لازمی شرط ہے، اسے بھی انجام نہیں دیا گیا ہے اور یہ خود جواب دہندگان کی دلیلوں سے واضح ہو جائے گا کہ 28 ریاستوں میں سے صرف 5 کے حوالے سے سروے کیا گیا ہے۔

29. شری سی. یو. سنگھ، معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ پہلے کے ایکٹس کے ساتھ ساتھ اور بجنل وقف

ایکٹ کی دفعات کے تحت، ایک وقف کی غیر رجسٹریشن کا اثر صرف متولیوں پر جرمانہ عائد کرتا تھا اور اس کا وقف پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ اب، تاہم، غیر رجسٹریشن کا اثر براہ راست وقف تک پہنچتا ہے، جس سے اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(a) میں تعریف کردہ ایک ایسے وقف کے فائدہ اٹھانے والے پر اثر پڑتا ہے۔

30. شری احمدی، معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ پرانی دفعہ 107 کے تحت، لیمیٹیشن ایکٹ، 1963، کسی بھی مقدمہ پر لاگو نہیں ہوتا تھا جو کسی وقف میں شامل غیر منقولہ جائیداد کے قبضے یا ایسی جائیداد میں کسی بھی دلچسپی کے قبضے کے لیے تھا۔ تاہم، زیر اعتراض ایکٹ کے ذریعہ، خاص طور پر اس کی دفعہ 44 کے ذریعہ، مذکورہ دفعہ کو تبدیل کر دیا گیا ہے جس سے ایسے املاک پر لیمیٹیشن ایکٹ، 1963 کی دفعات لاگو ہو گئی ہیں۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 107 اور 108 میں ترمیمات کا مشترکہ اثر یہ ہوگا کہ اگر کسی بھی ایویکونی جائیداد کے حوالے سے کوئی کارروائی شروع کی جاتی ہے، تو وہ لیمیٹیشن کے ذریعہ روک دی جائے گی۔

## ii. جواب دہندگان کی جانب سے

31. جواب میں، یونین آف انڈیا کی جانب سے پیش ہونے والے معزز سالیسٹر جنرل، شری تشار مہتا، نے پیشکش کی کہ موجودہ کارروائیاں عوامی مفاد کی درخواست کی نوعیت کی ہیں۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ زیر اعتراض ایکٹ میں ترمیمات سے متاثر ہونے والا ایک بھی شخص اس عدالت سے رجوع نہیں کیا، جو زیر اعتراض ایکٹ کی کسی بھی دفعہ سے ناراض ہو۔

32. شری مہتا نے پیشکش کی کہ جہاں تک پارلیمنٹ کی زیر اعتراض ایکٹ کو نافذ کرنے کی قانونی صلاحیت کا تعلق ہے، تو اس پر کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ قانون سازی کے حق میں ہمیشہ آئینی حیثیت کا تصور موجود ہوتا ہے۔ یہ پیشکش کی گئی کہ آئینی حیثیت کو ثابت کرنے کا بوجھ دوسرے

فریق پر ہوگا، اور انہیں قانون کی آئینی حیثیت کے تصور کو ختم کرنے کے لیے ایک بہت بھاری بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ انہوں نے پیشکش کی کہ کسی بھی صورت میں، عدالت کو قانون کی کسی بھی دفعہ کو روکنے میں ہمیشہ بہت سست روی اختیار کرنی چاہیے جب تک کہ وہ قانون سازی کی صلاحیت سے باہر نہ ہو، آئین کے حصہ III کی کسی بھی بنیادی حقوق یا کسی بھی دوسری دفعہ کی خلاف ورزی نہ ہو یا واضح طور پر من مانی نہ ہو۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ اس سلسلے میں یہاں درخواست گزار کوئی عبوری ریلیف کی منظوری کے لیے کوئی کیس بنانے میں مکمل طور پر ناکام رہے ہیں۔

33. معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ زیر اعتراض ترمیمات پارلیمنٹ کی طرف سے مختلف عوامل پر غور کرنے کے بعد کی گئی تھیں۔ انہوں نے پیشکش کی کہ حقیقت میں، ریاست بدلتے ہوئے سماجی حالات کے ساتھ قدم بہ قدم چلنے اور معاشرے میں ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے موجودہ قوانین کو نافذ کرنے یا ان میں ترمیم کرنے کا پابند ہے۔

34. معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ "وقف بانی یوزر" کے حوالے سے دفعہ میں ترمیم مستقبل کے لحاظ سے ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ وہ تمام وقف جو 8 اپریل 2025 کو رجسٹرڈ ہیں، وہ محفوظ رہیں گے سوائے ان صورتوں کے جہاں وقف کی جائیداد، مکمل یا جزوی طور پر، تنازعہ میں ہے یا جو ایک حکومتی جائیداد ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ حکومتی جائیداد پر ایسی دفعہ لاگو نہ ہونے کے سچھے مقصد یہ تھا کہ حکومت اپنے شہریوں کے لیے اور ان کی طرف سے ایک ٹرسٹی کے طور پر ایک جائیداد رکھتی ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ اس کے نتیجے میں، ریاست حکومتی املاک کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ یہ مزید پیشکش کی گئی ہے کہ ایسے کئی واقعات سامنے آئے ہیں جہاں حکومتوں کی ملکیت میں بڑی تعداد میں املاک کو "وقف بانی یوزر" کے طور پر دعویٰ کیا گیا تھا۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ریاست آندھرا پردیش (اب ریاست تلنگانہ) بمقابلہ آندھرا پردیش اسٹیٹ وقف بورڈ اور دیگر ایسا ہی ایک



واقعہ ہے جہاں آندھرا پردیش وقف بورڈ کے ایکشن کے خلاف رٹ دائرہ اختیار کے استعمال میں ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ پیشکش کی گئی کہ مذکورہ کیس میں، حکومتی زمین کا ایک بڑا ٹکڑا قبضہ کر لیا گیا تھا اور وقف بورڈ نے اسے "وقف بائی یوزر" کے طور پر رجسٹرڈ کر لیا تھا۔ اس وقت کی ریاست آندھرا پردیش (اب ریاست تلنگانہ) کی طرف سے دائر کی گئی رٹ پٹیشن کے خارج ہونے پر، سوال اس عدالت کے سامنے غور کے لیے آیا۔ مذکورہ کیس میں شامل مسائل میں سے یہ بھی تھا کہ آیا ریاستی حکومت ہائی کورٹ میں رٹ دائرہ اختیار کا استعمال کرنے کی حقدار ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ اس عدالت نے مذکورہ کیس میں فیصلہ دیا کہ ریاستی حکومت رٹ دائرہ اختیار کا استعمال کرنے کی اہل ہے کیونکہ عوامی جائیداد کی حفاظت کرنا حکومت کا حق ہے۔

35. معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ ایک اور واقعے میں، تلنگانہ اسٹیٹ وقف بورڈ نے خود ایک ہوٹل کی جائیداد کو وقف جائیداد کے طور پر نہیں سمجھا۔ تاہم، 2007 میں، متعلقہ بورڈ نے مذکورہ موقف پر دوبارہ غور کیا اور ہوٹل کی جائیداد کو وقف جائیداد قرار دیا۔ یہ پیشکش کی گئی کہ مذکورہ بالا ایک قانونی مقدمے کا موضوع بن گیا جو وائسرائے ہوٹلز لمیٹڈ اور دیگر بمقابلہ تلنگانہ اسٹیٹ وقف بورڈ اور دیگر کے کیس میں منتج ہوا، جس کے ذریعے ہائی کورٹ نے تلنگانہ اسٹیٹ وقف بورڈ کے دعوؤں کو خارج کر دیا اور ہوٹل کو جائیداد کا جائز مالک قرار دیا۔

36. معزز سالیسٹر جنرل نے مزید پیشکش کی کہ ایسے کئی واقعات تھے جہاں "وقف بائی یوزر" کی دفعہ اور وقف بورڈ کی کسی بھی زمین کو وقف جائیداد قرار دینے کی طاقت کو محسوس کیا گیا، جو حکومتی املاک اور نجی املاک پر قبضے کے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ ثابت ہوئی۔ اس کے مطابق، ایسے مثالوں کی نظر میں، یہ پیشکش کی گئی کہ "وقف بائی یوزر" کی دفعہ کو زیر اعتراض ایکٹ کے ذریعے حذف کر دیا گیا ہے، تاکہ حکومتی املاک پر وقف جائیداد ہونے کے بہانے قبضے کی مشق کو روکا جاسکے۔



37. شری مہتا نے اس دلیل کا مقابلہ کیا کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3C کو قانون کی دفعات کی پیروی کیے بغیر وقف کی جائیداد کو "چھیننے" کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ایسی دلیل مکمل طور پر ناقابل دفاع ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ان واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے جہاں حکومتی املاک پر قبضہ کر لیا گیا تھا اور انہیں "وقف بائی یوزر" کا رنگ دیا گیا تھا، دفعہ 3C کے تحت یہ دفعہ صرف ایک ایسا طریقہ کار فراہم کرتی ہے جس کے ذریعے نامزد افسر متاثرہ فریقین کی سماعت کے بعد ایک انکوائری کرے گا اور اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ایسی انکوائری کا واحد نتیجہ یہ ہوگا کہ ریونیو ریکارڈز اور بورڈ کے ریکارڈز کو درست کیا جائے گا۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ کسی بھی صورت میں، نامزد افسر کے صرف ایک اعلان یا رپورٹ پیش کرنے پر، کوئی حقوق واضح نہیں ہوں گے اور جب تک وقف ٹریبونل یا مزید اپیل عدالتوں کی طرف سے ٹائٹل کے حوالے سے کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا جاتا، جائیداد کا قبضہ نہیں چھینا جاسکتا۔

38. وقف کونسل میں غیر مسلموں کو شامل کرنے کی دلیل کے حوالے سے، معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ سب سے پہلے، مرکزی وقف کونسل، بنیادی طور پر، ایک مشاورتی کردار رکھتی ہے اور اسے مذہبی مداخلت کے طور پر نہیں سمجھا جاسکتا۔ دوسرا، انہوں نے پیشکش کی کہ وقف کے "مناسب انتظامیہ" پر مشورہ دینا وقف کی مذہبی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں ہوگا، کیونکہ یہ محض اقتصادی، مالیاتی یا دیگر سیکولر سرگرمیوں کو منظم کرنے کے مترادف ہے۔

39. معزز سالیسٹر جنرل نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت، مرکزی وقف کونسل مندرجہ ذیل پہلوؤں پر ہدایات جاری کرنے کی حقدار ہے:

a. مالیاتی کارکردگی؛

b. وقف نامہ کی دیکھ بھال؛

c. سروے؛

d. ریونیو ریکارڈز؛

e. وقف کی املاک پر قبضہ؛ اور

f. سالانہ رپورٹس اور آڈٹ رپورٹس۔

انہوں نے پیشکش کی کہ ایسی تمام سرگرمیاں سیکولر سرگرمیاں ہیں جو مسلمانوں کے مذہبی رسم و رواج میں مداخلت نہیں کرتی ہیں۔

40. انہوں نے مزید پیشکش کی کہ کسی بھی صورت میں ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ (2) کے مطابق، کونسل، زیادہ سے زیادہ، 4 غیر مسلم اراکین پر مشتمل ہو سکتی ہے جس میں شق (a) یعنی یونین کے وزیر جو وقف کے انچارج ہیں۔ چیمپر سن، بحیثیت عہدہ اور شق (g) یعنی یونین کی وزارت یا محکمہ میں وقف کے معاملات سے نمٹنے والے ایڈیشنل سیکرٹری یا جوائنٹ سیکرٹری۔ رکن، بحیثیت عہدہ، شامل ہیں۔ انہوں نے پیشکش کی کہ جہاں تک شق (e)، (d)، (b) اور (f) کا تعلق ہے، مذکورہ شقوں کے مطابق مقرر کیے جانے والے 10 اراکین میں سے، صرف 2 کا غیر مسلم ہونا ضروری ہے۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ کسی بھی وقت، کونسل زیادہ سے زیادہ، 4 غیر مسلم اراکین پر مشتمل ہو سکتی ہے۔

41. جہاں تک ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت مقرر کیے جانے والے بورڈ کے اراکین کا تعلق ہے، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ صرف 2 اراکین، جو بحیثیت عہدہ اراکین کو چھوڑ کر، غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ اگر ریاستی حکومت میں جوائنٹ سیکرٹری جو وقف کی جائیداد سے نمٹ رہے ہیں، جو ایک بحیثیت عہدہ رکن ہیں، وہ ایک غیر مسلم ہیں، تو اس وقت، بورڈ میں کل 11 اراکین میں سے صرف 3 غیر مسلم ہوں گے۔ یہ مزید پیشکش کی گئی ہے کہ معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ وقف

بورڈ کو ریاست آندھرا پردیش بمقابلہ آندھرا پردیش وقف بورڈ (سپرا) کے کیس میں ایک "ریاست" قرار دیا گیا ہے اور لہذا ایک بار جب ایک قانونی ادارہ آئین کے آرٹیکل 12 کے معنی میں ایک "ریاست" ہے، تو یہ دلیل کہ بورڈ کے اراکین کو صرف ایک خاص مذہب سے ہی لیا جانا چاہیے، قانون میں قابل قبول نہیں ہے۔

42. معزز سالیسٹر جنرل نے مزید پیشکش کی کہ متعلقہ وزارت نے خاص طور پر جے. پی. سی. کے سامنے ایک بیان دیا جس کا اثر درج ذیل ہے:

"9.6.6 مزید کونسل میں غیر مسلم اراکین کو شامل کرنے کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے اور اس امکان کے بارے میں تشویشوں کا جواب دیتے ہوئے کہ جہاں مسلم اراکین کونسل میں اقلیت میں ہو سکتے ہیں، اقلیتی امور کی وزارت نے درج ذیل بیان دیا:

..... مرکزی وقف کونسل (سی. ڈبلیو. سی.) کی تشکیل میں متعارف کی گئی تبدیلیاں دو زمرے بنانے کے لیے ڈیزائن کی گئی ہیں: ایک زمرہ خصوصی طور پر مسلمانوں کے لیے (10 اراکین)..... اور دوسرا زمرہ (12 اراکین)۔ اس (دوسرے) زمرے میں سے، دو اراکین غیر مسلم ہوں گے۔ باقی سب مسلمان ہوں گے۔"

43. یہ مزید پیشکش کی گئی ہے کہ جے. پی. سی. نے، فریقین کی تجاویز اور متعلقہ وزارت کی طرف سے دی گئی وضاحت پر غور کرنے کے بعد، یہ محسوس کیا کہ مرکزی وقف کونسل کی قانونی نوعیت پر غور کرتے ہوئے، 2 غیر مسلم اراکین کو شامل کرنے سے اسے زیادہ وسیع بنیاد ملے گی اور وقف کی جائیداد کی انتظامیہ میں جامعیت اور تنوع کو فروغ ملے گا۔

44. معزز سالیسٹر جنرل نے، اس دلیل کے حوالے سے کہ زیر اعتراض ایکٹ بے علاج ہے، پیشکش کی کہ مذکورہ دعویٰ بغیر کسی بنیاد کے ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کی ذیلی دفعہ

(1) کے تحت، ٹریبونل کا دائرہ اختیار کافی وسیع ہے، اور یہ اپنے دائرہ کار میں کسی بھی تنازعہ، سوال یا دیگر معاملات کا فیصلہ کرنے کو شامل کرتا ہے جو وقف یا وقف کی جائیداد، ایک کرایہ دار کی بے دخلی یا ایسی جائیداد کے پٹہ دینے والے اور پٹہ لینے والے کے حقوق اور ذمہ داریوں کا فیصلہ کرنے سے متعلق ہے۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ دفعہ 83 کی ذیلی دفعات (3)، (4)، (5)، (6)، (7)، (8) اور (9) کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ وقف یا وقف کی جائیداد سے متعلق تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لیے کافی علاج مقرر کیا گیا ہے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ ذیلی دفعہ (7) کے تحت یہ خاص طور پر فراہم کیا گیا ہے کہ، ٹریبونل کا فیصلہ درخواست کے فریقین پر پابند ہوگا اور اس کی ایک سول کورٹ کے ذریعہ دی گئی ڈگری کی طاقت ہوگی۔ یہ مزید پیشکش کی گئی ہے کہ اس کی ذیلی دفعہ (8) بھی ٹریبونل کے کسی بھی فیصلے پر عملدرآمد کی دفعہ فراہم کرتی ہے جسے ایسی ڈگری کے لیے سول کورٹ کو بھیجا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ اس کی ذیلی دفعہ (9) جو زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 39(f) کے ذریعہ ترمیم کی گئی ہے، ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں کسی بھی ناراض شخص کو اپیل کا حق فراہم کرتی ہے۔

45. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3 کے شق (r) کی ذیلی شق (i) میں ترمیم کے ساتھ نمٹنے میں، معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ 1913 سے ہی محسوس کیے گئے مختلف واقعات کو مذکورہ ترمیم کو مؤثر بنانے کے لیے مد نظر رکھا گیا تاکہ رجسٹریشن کی ضرورت کو لازمی بنایا جاسکے۔ معزز سالیسٹر جنرل نے مزید پیشکش کی کہ، مذہبی، مذہبی یا خیراتی مقاصد کے لیے کیے گئے عطیہ کے غلط استعمال کے کئی واقعات کو محسوس کرنے کی وجہ سے، قانون ساز نے 1923 سے ایسے غلط استعمال کو کنٹرول کرنے کے لیے قوانین نافذ کیے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے، یہ پیشکش کی گئی کہ خود مسلمان وقف ایکٹ، 1923 کا بیان برائے مقاصد اور اسباب ظاہر کرتا ہے کہ قانون ساز نے "لازمی رجسٹریشن کے نظام" کی ضرورت محسوس کی۔ اس کے مطابق، مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 3 نے لازمی رجسٹریشن فراہم کی، اسی طرح، مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 4 نے تفصیلات کی اشاعت اور مزید تفصیلات کی ضرورت فراہم کی۔ مذکورہ ایکٹ نے

دفعہ 10 میں غیر رجسٹریشن کے لیے جرمانے بھی فراہم کیے۔ یہ پیشکش کی گئی کہ رجسٹریشن کی ضرورت کو بعد کے ایکٹس جیسے بنگال وقف ایکٹ، 1923 نے بھی تقویت دی، جس نے پہلی بار "وقف بائی یوزر" کی اصطلاح متعارف کرائی۔

46. شری مہتا نے پیشکش کی کہ آزادی کے بعد، پارلیمنٹ نے مسلم وقف ایکٹ، 1954 کو نافذ کیا۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ 1954 کے ایکٹ کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے بھی لازمی رجسٹریشن فراہم کی تھی۔ معزز سالیسٹر جنرل نے مزید پیشکش کی کہ کئی اوقاف کی طرف سے جان بوجھ کر غیر رجسٹریشن کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے، مرکزی حکومت نے 1969-70 میں ایک وقف انکوائری کمیٹی مقرر کی۔ یہ پیشکش کی گئی کہ مذکورہ کمیٹی میں مسلم کمیونٹی کے تین ممتاز افراد شامل تھے اور اس نے اوقاف کی جان بوجھ کر غیر رجسٹریشن کے نتیجے پر بھی غور کیا اور ایک ایسی دفعہ کو نافذ کرنے کی سفارش کی جو ایک وقف کی جانب سے ایک مقدمہ دائر کرنے پر پابندی لگاتی ہے جب تک کہ مذکورہ وقف رجسٹرڈ نہ ہو۔ اس کے مطابق، وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 کے ذریعہ 1954 کے ایکٹ میں دفعہ 55E کو شامل کیا گیا۔ یہ پیشکش کی گئی کہ اگرچہ مذکورہ 1984 کی ترمیم 1954 کے ایکٹ میں کی گئی تھی، تاہم اسے کبھی بھی نافذ نہیں کیا گیا۔

47. معزز سالیسٹر جنرل نے مزید پیشکش کی کہ اوقاف کی انتظامیہ کو مزید ہموار کرنے کے لیے، پارلیمنٹ نے وقف ایکٹ، 1995 کو نافذ کیا۔ مذکورہ ایکٹ میں بھی، دفعہ 36، نے رجسٹریشن اور اس کے طریقہ کار کے لیے تفصیل سے فراہم کیا۔ لہذا، شری مہتا نے پیشکش کی کہ جس ترمیم کے ذریعے دفعہ 3(r) میں شرط کو شامل کیا گیا ہے، وہ اور یجنل وقف ایکٹ کے مقصد کے خلاف کسی بھی طرح سے نہیں ہے۔

48. شری مہتا نے مزید پیشکش کی کہ سجادہ نشین متولی سے مختلف ہے۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ سجادہ نشین ہی وقف سے متعلق مذہبی سرگرمیاں انجام دیتا ہے۔ تاہم، متولی صرف وقف کی انتظامی سرگرمیوں

سے متعلق ہوتے ہیں، اور ان کے افعال کا مذہبی سرگرمیوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ زیر اعتراض ترمیمات آئین کے آرٹیکل 25 اور 26 کے تحت ضمانت شدہ کسی بھی حقوق کی خلاف ورزی نہیں کرتی ہیں۔

49. معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ جہاں تک متولیوں کو ہٹانے کی دفعات سے متعلق دلیل کا تعلق ہے، اس کو امتیازی نہیں کہا جاسکتا۔ مزید، سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ متھادی پتیس کو ہٹانے سے متعلق اسی طرح کی دفعات مختلف قوانین میں مل سکتی ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے، معزز سالیسٹر جنرل آندھرا پردیش چیرٹیبل اینڈ ہندو ریلیجیوس انسٹی ٹیوشنز اینڈ انڈو مینٹس ایکٹ، 1987 اور تلنگانہ چیرٹیبل اینڈ ہندو ریلیجیوس انسٹی ٹیوشنز اینڈ انڈو مینٹس ایکٹ، 1987 میں متھادی پتیس کو ہٹانے سے متعلق دفعات کا حوالہ دیتے ہیں۔

50. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3D کو چیلنج کرنے کے جواب میں، معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا نے جے. پی. سی. کے سامنے محفوظ یادگاروں کے حوالے سے مشکلات کی نشاندہی کرتے ہوئے پیشکشیں کی تھیں جنہیں وقف جائیداد کے طور پر نوٹیفائی کیا گیا ہے۔ اے. ایس. آئی. کی طرف سے یہ بیان کیا گیا تھا کہ وقف بورڈ نے اے. ایس. آئی. کو ایسی املاک میں سروے کی سرگرمیاں انجام دینے سے روکا تھا۔ اے. ایس. آئی. نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مختلف واقعات جہاں وقف حکام نے محفوظ یادگاروں کی اصل ساخت میں کئی اضافے اور تبدیلیاں کی تھیں جو محفوظ یادگاروں کی صداقت اور سالمیت کو منفی طور پر متاثر کرتی تھیں۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی کہ وزارت ثقافت نے دفعہ 3D کو شامل کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ یہ مزید بیان کیا گیا کہ قدیم یادگاریں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ایکٹ، 1958 کی دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ (6) اور دفعہ 16 خود افراد کے اپنے روایتی مذہبی رسومات کے لیے کسی بھی محفوظ یادگاروں کو استعمال کرنے کے حقوق کی حفاظت

کرتی ہے۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی کہ اب واحد پابندی یہ ہے کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3D کے ذریعے، محفوظ یادگاروں کو 1958 کے قدیم یادگاریں ایکٹ کی دفعات کے ساتھ متضاد کسی بھی مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

51. جہاں تک ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3E کو چیلنج کرنے کا تعلق ہے، معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی ہے کہ درج قبائل کو ایک الگ طبقے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جسے خصوصی تحفظ کی ضرورت ہے، خاص طور پر زمین کی ملکیت کے حوالے سے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ایسے مختلف قوانین ہیں جو درج قبائل سے تعلق رکھنے والی زمین کو غیر قبائل کو منتقل کرنے پر پابندیاں عائد کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ آئین کے پانچویں اور چھٹے شیڈول خود آئین میں شامل پہلے سے موجود آئینی درجہ بندی ہیں۔

52. معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ آئین کا آرٹیکل 29 شہریوں کی زبان، رسم الخط اور ثقافت کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری ریاست پر عائد کرتا ہے۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ درج قبائل کی ثقافتی اور اقتصادی شناخت ان کے پاس موجود زمین سے اندرونی طور پر وابستہ ہے اور لہذا، ریاست کی ایک آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے املاک کے حقوق کی حفاظت کرے۔ معزز سالیسٹر جنرل نے اس عدالت کے فیصلوں پر بھروسہ کیا جس میں امریدر پرتاپ سنگھ بمقابلہ تیج بہادر پر جاپتی اور دیگر، پی. رامی ریڈی اور دیگر بمقابلہ ریاست آندھرا پردیش اور دیگر، آر. چندے ورپا اور دیگر بمقابلہ ریاست کرناٹک اور دیگر اور لنگپا پوچنا اپیل وار بمقابلہ ریاست مہاراشٹر اور دیگر کے کیسز شامل ہیں۔

53. معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ جے. پی. سی. نے، درج قبائل سے تعلق رکھنے والے شہریوں کے غیر معمولی معاملات پر اور خاص طور پر آئین کے پانچویں اور چھٹے شیڈول کے تحت انہیں دی گئی آئینی حفاظت پر غور کرنے کے بعد، درج علاقوں اور قبائلی علاقوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے مناسب



قانونی اقدامات کرنے کی سفارش کی۔

54. جہاں تک اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 104 کو حذف کرنے کا تعلق ہے، معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کے تحت "وقف" کی تعریف میں ترمیم کے ذریعے، صرف ایک شخص جو کم از کم پانچ سال تک اسلام پر عمل کر رہا ہے اور ایسی جائیداد کی ملکیت رکھتا ہے وہ ایک وقف بنا سکتا ہے۔ چونکہ دفعہ 3(r) میں ترمیم کی نظر میں، غیر مسلم ایک وقف نہیں بنا سکتے، اس لیے اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 104 کی دفعہ کو جو غیر مسلموں کو ایک وقف بنانے کے قابل بناتی تھی، اس کو نتیجے کے طور پر حذف کر دیا گیا تاکہ ایکٹ کے تحت متضاد دفعات سے بچا جاسکے۔ یہ مزید پیشکش کی گئی ہے کہ مذکورہ دفعہ پر جے. پی. سی. میں بھی تفصیل سے غور کیا گیا تھا اور جے. پی. سی. نے اقلیتی امور کی وزارت کی رائے سے اتفاق کیا کہ یہ آزادی کے بعد اصل قانونی ارادے کے ساتھ ساتھ وقف کی مجوزہ تعریف کے ساتھ بھی ہم آہنگ ہے۔

55. جہاں تک اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 107 میں ترمیم کو چیلنج کرنے کا تعلق ہے، شری مہتا نے پیشکش کی کہ یہ ترمیم مستقبل کے لحاظ سے ہے اور زیر التوا کیسز پر لاگو نہیں ہوگی۔ یہ پیشکش کی گئی کہ زیر التوا کیسز پر اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 107 کے اطلاق کا سوال جے. پی. سی. کے ذریعہ خاص طور پر غور کیا گیا تھا اور جے. پی. سی. نے اقلیتی امور کی وزارت کی یقین دہانی ریکارڈ کی تھی کہ مذکورہ دفعہ صرف مستقبل کے لحاظ سے لاگو ہوگی۔ معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ زیر التوا کیسز پر لیمیٹیشن ایکٹ، 1963 کے اطلاق کے حوالے سے مختلف فریقین کی تشویش کو دور کرنے کے لیے، جے. پی. سی. نے اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 107 کو موجودہ شکل میں دوبارہ لکھا۔ معزز سالیسٹر جنرل نے مزید پیشکش کی کہ لیمیٹیشن ایکٹ، 1963 کا اطلاق قانونی چارہ جوئی کو کم کرنے اور وقف کی املاک کو دوبارہ حاصل کرنے کے عمل کو آسان بنانے کا مقصد رکھتا ہے۔



56. جہاں تک اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 108 کا تعلق ہے، معزز سالیسٹر جنرل نے پیشکش کی کہ ایویکونی پراپرٹی کا تصور جیسا کہ ایڈمنسٹریشن آف ایویکونی پراپرٹی ایکٹ، 1950 کے تحت موجود تھا، اسے منسوخ کر دیا گیا ہے۔

57. شری راکیش دویدی، معزز سینئر کونسل جو ریاست راجستھان کی جانب سے پیش ہوئے، نے پیشکش کی کہ "وقف بانی یوزر" کو ابتدائی طور پر پریوی کونسل نے کورٹ آف وارڈز برائے پراپرٹی آف مخدوم حسن بخش بمقابلہ الہی بخش اور دیگر کے کیس میں متعارف کرایا تھا۔ انہوں نے پیشکش کی کہ، مذکورہ کیس میں، وہاں کے جواب دہندگان نے یہ دلیل دی تھی کہ یہاں تک کہ اگر زمین کی کوئی واضح وقف ثابت نہیں کی جا سکتی تو بھی تدفین کے مقصد کے لیے زمین کا مسلسل استعمال یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ "وقف بانی یوزر" بن چکی ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ پریوی کونسل کے ان کے لارڈ شپس نے ایپل کو خارج کرتے ہوئے جواب دہندگان سے اتفاق کیا کہ زیر بحث زمین ایک قبرستان کا حصہ ہے جسے مسلم کمیونٹی کے لیے الگ کیا گیا ہے، اور "استعمال کے ذریعے" اگر وقف نہیں تو زمین وقف ہے۔ لہذا، انہوں نے پیشکش کی کہ "وقف بانی یوزر" صرف ایڈورس پوزیشن کے اصول کا اطلاق تھا اور اسلامی علم الہیات میں جڑی ہوئی کوئی تصور نہیں تھا۔

58. خازن چند اور دیگر بمقابلہ ریاست جموں و کشمیر اور دیگر پر بھروسہ کرتے ہوئے، شری دویدی نے پیشکش کی کہ آئین کی ایک وفاقی ساخت ہے۔ لہذا، انہوں نے پیشکش کی کہ کچھ ریاستی قوانین پر ایک پارلیمانی قانون کا کوئی موازنہ نہیں ہو سکتا جو ہندو مذہبی اوقاف سے متعلق ہوں۔

59. شری رنجیت کمار، معزز سینئر کونسل جو ریاست ہریانہ اور آدیواسی آدمی م ساماجیک سنستھا کی جانب سے پیش ہوئے، نے پیشکش کی کہ مذہبی معاملات کو منظم کرنے اور اس سے متعلق جائیداد کا انتظام کرنے کی آزادی قانون کے مطابق ہونی چاہیے۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ ایسی آزادی کا استعمال صرف

قانون کے تحت نافذ کردہ دفعات کے مطابق ہی کرنا ہوگا۔ لہذا، انہوں نے پیشکش کی کہ وقف کی جائیداد کو کنٹرول کرنے والے تمام قوانین، بشمول زیر اعتراض ایکٹ، آئین کے آرٹیکل 26(d) کی دفعات کے مطابق ہیں۔

60. شری رنجیت کمار نے مزید پیشکش کی کہ ملاکی اصول برائے محمدن لا (20 ویں ایڈیشن) کی پیراگراف 176 کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ صرف ایک جائیداد کا "مالک" ہی ایک وقف بنا سکتا ہے۔ یہ پیشکش کی گئی کہ ایک شخص کے ذریعہ قبضہ کی گئی جائیداد کو ایک وقف قرار نہیں دیا جاسکتا۔

61. شری رنجیت کمار نے اس کے بعد، خاص طور پر سورۃ البقرہ کے اہم قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے، پیشکش کی کہ وقف بنانے کا اصل تصور خیرات پر مبنی ہے یعنی اللہ کی راہ میں اپنی دولت خرچ کرنا۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ایک وقف کے قیام کے سچھے اصول دولت کی دوبارہ تقسیم ہے جس میں اپنی دولت کو ضرورت مندوں، مانگنے والوں اور محروموں کو دینا شامل ہے۔ لہذا، یہ واضح ہے کہ جب تک کوئی شخص کسی جائیداد کا مالک نہیں ہوتا، ایک وقف نہیں بنایا جاسکتا اور یقیناً کبھی بھی قبضے کے ذریعے نہیں۔

62. شری رنجیت کمار نے مزید پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 40 کی دفعات کے تحت، اس سوال کے حوالے سے ایک انکوائری جو کہ ایک جائیداد وقف کی جائیداد ہے یا نہیں، بورڈ کے پاس تھی۔ تاہم، اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ بورڈ کی طرف سے مذکورہ طاقت کا غلط استعمال کیا گیا تھا، اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 40 کو زیر اعتراض ایکٹ کی دفعہ 23 کے ذریعہ حذف کر دیا گیا ہے، اور اب یہ طاقت صرف ٹریبونل کے پاس ہے جو ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کے تحت ایک انکوائری کر سکتا ہے۔

63. شری رنجیت کمار نے مزید پیشکش کی کہ 2013 تک، ایک وقف صرف ایک مسلمان کے ذریعہ بنایا جا

سکتا تھا اور ایک غیر مسلم کے ذریعہ نہیں۔ یہ پیشکش کی گئی ہے کہ وقف (ترمیمی) ایکٹ 2013، تاہم، ایک غیر مسلم کو ایک وقف بنانے کی اجازت دیتا تھا جسے اب اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) میں ترمیم لانے کے ذریعے ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں، یہ پیشکش کی گئی ہے کہ، زیر اعتراض ایکٹ کے ذریعہ، اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعہ 104 کو حذف کر دیا گیا ہے تاکہ ایکٹ کی دفعات کو ترمیمی دفعہ 3(r) کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاسکے۔

64. شری گوپال سنکر نارائنن، معزز سینٹر کونسل نے پیشکش کی کہ ریاست تلنگانہ میں خود، حکومت کی ملکیت میں پانچ ہزار سے زیادہ املاک پر "وقف بانی یوزر" کی بنیاد پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔

65. شری ایس. گرو کرشنا کمار، معزز سینٹر کونسل نے پیشکش کی کہ اور یجنل وقف ایکٹ کی دفعات 96 اور 97 کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ ایکٹ اور اس میں کوئی بھی ترمیم صرف اوقاف کی "سیکولر سرگرمیوں" کو کنٹرول کرنے کے مقصد سے بنائی گئی ہے اور یہ ایکٹ اوقاف کے ذریعہ انجام دی جانے والی مذہبی سرگرمیوں میں کسی بھی طرح سے مداخلت نہیں کرتا ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 23 اور دفعہ 38 کے درمیان ایک موازنہ ظاہر کرے گا کہ جہاں ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت مقرر کیا گیا بورڈ کا چیف ایگزیکٹو آفیسر وقف کی انتظامیہ میں براہ راست کنٹرول نہیں رکھتا، وہیں ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 38 کے تحت بورڈ کے ذریعہ مقرر کیا گیا ایگزیکٹو آفیسر ہی وقف پر براہ راست کنٹرول رکھتا ہے۔ یہ پیشکش کی گئی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 38 کے تحت ایک ایگزیکٹو آفیسر کے طور پر مقرر کیے جانے والے شخص کا اسلام کا دعویٰ کرنے والا شخص ہونا ضروری ہے۔ لہذا، یہ پیشکش کی گئی کہ درخواست گزاروں کا یہ دعویٰ کہ ایک شخص جو اسلام کا دعویٰ نہیں کرتا ہے وہ کسی خاص وقف کے انتظام میں مداخلت کرے گا، بے بنیاد ہے۔

66. جواب میں، شری کپل سبل، معزز سینئر کونسل، نے پیشکش کی کہ کسی قانون کی آئینی حیثیت پر غور کرنے کے لیے، قانون کی دفعات کو جیسا کہ وہ ہیں پڑھنا ہوگا۔ یہ پیشکش کی گئی کہ مرکزی حکومت کے حلف نامے اور اس کی پیشکشوں کو قانون کے متن میں ایسے الفاظ شامل کرنے کے لیے مد نظر نہیں رکھا جاسکتا جو وہاں نہیں ہیں۔ اس روشنی میں، معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3C کو سادہ طور پر پڑھنے سے یہ ظاہر ہوگا کہ یہ واضح طور پر من مانی ہے کیونکہ اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لیے کوئی طریقہ کار مقرر نہیں ہے کہ آیا زیر بحث جائیداد ایک حکومتی جائیداد ہے یا نہیں۔ انہوں نے پیشکش کی کہ ریاستی حکومتوں کی طرف سے سروے کرنے اور اور بجٹل وقف ایکٹ کی دفعہ 4 کے مطابق اوقاف کو رجسٹر نہ کرنے کی ناکامی کو وقف بانی یوزر کے نقصان کے لیے کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ انہوں نے پیشکش کی کہ سید محمد سالی لبائی (مرحوم) بمقابلہ محمد حنیفہ (مرحوم) کے کیس میں اس عدالت نے "وقف بانی یوزر" کے تصور کو تسلیم کیا ہے۔ شری سبل نے دوبارہ کہا کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعات 3D اور 3E اصل بل کا حصہ نہیں تھیں بلکہ پارلیمنٹ میں پہلی بار متعارف کرائی گئی تھیں۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 96 مرکزی حکومت کو اوقاف کے معاملات میں براہ راست مداخلت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ لہذا، شری سبل نے بھرپور زور دیا کہ یہ ایک مناسب کیس ہے جہاں عبوری ریلیف کی منظوری کے لیے تمام پیرامیٹرز پورے ہوتے ہیں اور عدالت کو زیر اعتراض ایکٹ کے آپریشن کو روکنے کے لیے مداخلت کرنی چاہیے۔

67. ڈاکٹر راجیو دھون، معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ خیرات اسلام کے پانچ اصولوں میں سے ایک ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ اگرچہ خیرات اسلام کی ایک لازمی خصوصیت ہے، لیکن کسی دوسرے مذہب کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ لہذا، انہوں نے پیشکش کی کہ زیر اعتراض ایکٹ جو ریاست کو اسلامی مذہب کا دعویٰ کرنے والے افراد کی مذہبی آزادی میں مداخلت کرنے کی اجازت دیتا ہے،

قانون میں قابل قبول نہیں ہے۔

68. ڈاکٹر سنگھوی نے پیشکش کی کہ "وقف بانی یوزر" کا تصور 1912 کے پریوی کونسل کے الہی بخش (سپرا) کے فیصلے کے بعد سے عدالتی طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور حال ہی میں اس عدالت کے آئینی بیج کے فیصلے میں ایم. صدیق (مرحوم) قانونی نمائندوں کے ذریعے (رام جنم بھومی ٹیمپل کیس) بمقابلہ مہنت سریش داس اور دیگر میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 جو رجسٹریشن کا تقاضا کرتی ہے ایک غیر معمولی صورتحال پیدا کرتی ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ جہاں ایک طرف ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت، تمام اوقاف کو رجسٹرڈ کرنا ضروری ہے، وہیں اس کی ذیلی دفعہ (7A) یہ فراہم کرتی ہے کہ جب کلکٹر اپنی رپورٹ میں یہ بتاتا ہے کہ جائیداد، مکمل یا جزوی طور پر، یا تو تنازعہ میں ہے یا ایک حکومتی جائیداد ہے، تو ایسی جائیداد کے تعلق میں وقف کو رجسٹرڈ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا، انہوں نے پیشکش کی کہ کلکٹر کو اس میں دی گئی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے ایک وقف کی رجسٹریشن کو روکنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ انہوں نے مزید پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ (10) ایک غیر رجسٹرڈ وقف کے حوالے سے کسی بھی علاج کو روکتی ہے جس سے ایک غیر معمولی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔

69. ڈاکٹر سنگھوی نے آخر میں پیشکش کی کہ چارہائی کورٹس نے فیصلہ دیا ہے کہ رجسٹریشن کی کمی وقف کی اصل خصوصیت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اپنی پیشکش کی حمایت کرنے کے لیے معزز سینئر کونسل نے خدوند حی القیوم بمقابلہ ریاست یو.پی. اور دیگر، محمد غوث بمقابلہ کرناٹک بورڈ آف وقف، منیر الاسلام سنگھم اور دیگر بمقابلہ والیا پیڈیکل کنہامو اور دیگر اور ایس. منیکیا ریڈی بمقابلہ اے.پی. اسٹیٹ وقف بورڈ، حیدرآباد، ریپ. اس کے چیف ایگزیکٹو آفیسر اور دیگر کے کیسز میں فیصلوں پر بھروسہ کیا۔

70. شری حریف احمدی، معزز سینئر کونسل نے پیشکش کی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3E نہ صرف مستقبل میں درج یا قبائلی علاقوں میں کسی بھی زمین کی وقفیت کو متاثر کرتی ہے بلکہ ماضی میں کی گئی وقفیت کو بھی متاثر کرتی ہے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ مذکورہ دفعہ کی ریٹرو اسپیکٹو ایپلی کیشن ہونے کی وجہ سے آئین کے آرٹیکل 25 اور 26 کے تحت فراہم کردہ اسلامی مذہب کا دعویٰ کرنے والے افراد کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ یہ مزید پیشکش کی گئی ہے کہ مذکورہ دفعہ صرف مسلمانوں کے حوالے سے نافذ کی گئی ہے اور لہذا، یہ براہ راست آئین کے آرٹیکل 15(1) سے متاثر ہے۔

71. معزز سینئر کونسل نے دوبارہ کہا کہ عبوری ریلیف کی منظوری کے لیے تین اصول یعنی پرائیمری کیس، بیلنس آف کنوینینس اور ناقابل تلافی نقصان پورا ہونے کی وجہ سے زیر اعتراض ایکٹ کے روکنے کے لیے ایک واضح کیس بنایا گیا ہے۔

### بحث اور تجزیہ

72. فریقین کی باتوں کو سننے کے بعد اس سوال پر کہ آیا زیر اعتراض ایکٹ کے ذریعے نافذ کردہ ترمیمی دفعات کو موجودہ بیچ کے معاملات کی حتمی سماعت تک روکا جائے یا نہیں، ہم سب سے پہلے اس موضوع پر موجودہ قانون کے موقف کا تجزیہ کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

### i. عبوری ریلیف کی منظوری کا دائرہ

73. اب تک، یہ قانون کا ایک طے شدہ اصول ہے کہ عدالتوں کو کسی قانون یا اس کی کسی دفعہ کو روک کر عبوری ریلیف دینے میں بہت سست روی اختیار کرنی چاہیے۔ اس نوعیت کا عبوری ریلیف نادر اور غیر معمولی صورتوں میں ہی دیا جاسکتا ہے؛ جہاں فریقین یہ بتانے کی پوزیشن میں ہوں کہ یا تو وہ قانون ساز جس نے قانون نافذ کیا ہے اس کے پاس قانونی صلاحیت کی کمی ہے یا یہ دفعات آئین کے حصہ III

کی کسی بھی دفعہ یا آئینی اصولوں کی خلاف ورزی ہیں یا یہ واضح طور پر من مانی ہے۔ اس سلسلے میں اس عدالت کے درج ذیل اہم فیصلوں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

74. 1950 کے اس عدالت کے آئینی بنچ کے فیصلے میں چار ان جیت لال چودھری بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر کے کیس میں، عدالتوں نے اس قانونی پوزیشن کو تسلیم کیا ہے کہ ایک قانون کی آئینی حیثیت کے حق میں ہمیشہ ایک تصور ہوتا ہے اور جو اس پر حملہ کرتا ہے اس پر یہ بوجھ ہوتا ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ آئینی اصولوں کی واضح خلاف ورزی ہوئی ہے۔ یہ ایک قائم شدہ پوزیشن ہے کہ یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ قانون ساز اپنے لوگوں کی ضروریات کو سمجھتا ہے اور درست طور پر ان کی تعریف کرتا ہے، کہ اس کے قوانین تجربے کے ذریعہ ظاہر ہونے والے مسائل کی طرف ہدایت کیے گئے ہیں، اور یہ کہ اس کے امتیازات مناسب بنیادوں پر مبنی ہیں۔

75. اس کے بعد، اس عدالت کے ایک آئینی بنچ نے ریاست بمبئی اور دیگر بمقابلہ ایف. این. بالسار کے کیس میں، چار ان جیت لال چودھری (سپرا) کے کیس میں فیصلے کا حوالہ دینے کے بعد، مندرجہ ذیل اصول وضع کیے ہیں:

"49. (1) ایک قانون کی آئینی حیثیت کے حق میں ہمیشہ ایک تصور ہوتا ہے، کیونکہ یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ قانون ساز اپنے لوگوں کی ضروریات کو سمجھتا ہے اور درست طور پر ان کی تعریف کرتا ہے، کہ اس کے قوانین تجربے کے ذریعہ ظاہر ہونے والے مسائل کی طرف ہدایت کیے گئے ہیں اور اس کے امتیازات مناسب بنیادوں پر مبنی ہیں۔

(2) تصور کو کچھ صورتوں میں یہ دکھا کر ختم کیا جاسکتا ہے کہ قانون کے چہرے پر، کوئی درجہ بندی نہیں ہے اور کسی بھی فرد یا طبقے کے لیے کوئی خاص فرق نہیں ہے اور جو کسی بھی دوسرے فرد یا طبقے پر لاگو نہیں ہوتا، اور پھر بھی قانون صرف ایک خاص فرد یا طبقے کو متاثر کرتا ہے۔



(3) مساوات کا اصول اس کا مطلب نہیں ہے کہ ہر قانون کا تمام افراد کے لیے عالمگیر اطلاق ہونا چاہیے جو فطرت، قابلیت یا حالات کے لحاظ سے ایک ہی پوزیشن میں نہیں ہیں، اور مختلف طبقوں کے افراد کی مختلف ضروریات اکثر الگ علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔

(4) یہ اصول ریاست سے جائز مقاصد کے لیے افراد کی درجہ بندی کرنے کی طاقت کو نہیں چھینتا ہے۔

(5) ہر درجہ بندی کسی حد تک کچھ عدم مساوات پیدا کرنے کا امکان رکھتی ہے، اور صرف عدم مساوات کی پیداوار کافی نہیں ہے۔

(6) اگر کوئی قانون ایک اچھی طرح سے تعریف کردہ طبقے کے اراکین کے ساتھ مساوی طور پر برتاؤ کرتا ہے، تو یہ قابل اعتراض نہیں ہے اور اس بنیاد پر مساوی تحفظ سے انکار کے الزام کے لیے کھلا نہیں ہے کہ اس کا دوسرے افراد پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔

(7) اگرچہ معقول درجہ بندی قابل اجازت ہے، ایسی درجہ بندی کسی حقیقی اور اہم فرق پر مبنی ہونی چاہیے جس کا مطلوبہ مقصد کے ساتھ ایک معقول اور منصفانہ تعلق ہو، اور درجہ بندی من مانی اور کسی اہم بنیاد کے بغیر نہیں کی جا سکتی۔"

76. دوبارہ، شری رام کرشنا دالمیا بمقابلہ شری جسٹس ایس. آر. ٹینڈولکر اور دیگرین، اس عدالت کے ایک آئینی بیج نے مندرجہ ذیل پوزیشن کو دوبارہ دہرایا:

"11..... اوپر بیان کردہ اصول کو بعد کے کیسز میں مسلسل اختیار اور لاگو کیا گیا ہے۔ اس عدالت کے فیصلوں نے مزید قائم کیا ہے۔

(a) کہ ایک قانون آئینی ہو سکتا ہے اگرچہ یہ ایک ہی فرد سے متعلق ہو اگر، کچھ خاص حالات یا وجوہات کی وجہ سے جو اس پر لاگو ہوتے ہیں اور دوسروں پر لاگو نہیں ہوتے، تو اس ایک فرد کو خود ایک طبقے کے طور پر سمجھا



جا سکتا ہے؛

(b) کہ ایک قانون کی آئینی حیثیت کے حق میں ہمیشہ ایک تصور ہوتا ہے اور جو اس پر حملہ کرتا ہے اس پر یہ بوجھ ہوتا ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ آئینی اصولوں کی واضح خلاف ورزی ہوئی ہے؛

(c) کہ یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ قانون ساز اپنے لوگوں کی ضرورت کو سمجھتا ہے اور درست طور پر اس کی تعریف کرتا ہے، کہ اس کے قوانین تجربے کے ذریعہ ظاہر ہونے والے مسائل کی طرف ہدایت کیے گئے ہیں اور اس کے امتیازات مناسب بنیادوں پر بنی ہیں؛

(d) کہ قانون ساز نقصان کی ڈگریوں کو تسلیم کرنے کے لیے آزاد ہے اور اپنی پابندیوں کو ان کیسز تک محدود کر سکتا ہے جہاں ضرورت کو سب سے واضح سمجھا جاتا ہے؛

(e) کہ آئینی حیثیت کے تصور کو برقرار رکھنے کے لیے عدالت عام معلومات، عام رپورٹ، وقت کی تاریخ کو مد نظر رکھ سکتی ہے اور تمام حقائق کی ایسی حالت کو فرض کر سکتی ہے جو قانون سازی کے وقت موجود ہو سکتی ہے؛ اور

(f) کہ جبکہ ایک قانون ساز کی طرف سے موجودہ حالات کی اچھی نیت اور معلومات کا تصور کیا جانا چاہیے، اگر قانون کے چہرے پر یا عدالت کے نوٹس میں لائے گئے ارد گرد کے حالات پر ایسا کچھ نہیں ہے جس پر درجہ بندی کو معقول طور پر بنی سمجھا جاسکتا ہے، تو آئینی حیثیت کا تصور ہمیشہ یہ ماننے کی حد تک نہیں لے جایا جاسکتا کہ کچھ نامعلوم اور نامعلوم وجوہات ضرور ہوں گی جو کچھ افراد یا کارپوریشنوں کو معاندانہ یا امتیازی قانون سازی کا نشانہ بناتے ہیں۔

مذکورہ بالا اصولوں کو عدالت کو مسلسل ذہن میں رکھنا ہوگا جب اسے کسی خاص قانون کی آئینی حیثیت کا فیصلہ کرنے کے لیے کہا جاتا ہے جس پر امتیازی اور قوانین کے مساوی تحفظ کی خلاف ورزی کا حملہ کیا جاتا ہے۔"

77. اس کے بعد، اس عدالت کے ایک اور آئینی بنج نے محمد حنیف قریشی اور دیگر بمقابلہ ریاست بہار کے کیس میں، اس طرح مشاہدہ کیا:

"15. اس عدالت کے بیانات مزید قائم کرتے ہیں، دیگر چیزوں کے علاوہ، کہ ایک قانون کی آئینی حیثیت کے حق میں ہمیشہ ایک تصور ہوتا ہے اور اس پر حملہ کرنے والے پر یہ بوجھ ہوتا ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ آئینی اصولوں کی واضح خلاف ورزی ہوئی ہے۔ عدالتوں کو، یہ تسلیم کیا گیا ہے، یہ فرض کرنا ہوگا کہ قانون ساز اپنے لوگوں کی ضروریات کو سمجھتا ہے اور درست طور پر ان کی تعریف کرتا ہے، کہ اس کے قوانین تجربے کے ذریعہ ظاہر ہونے والے مسائل کی طرف ہدایت کیے گئے ہیں اور اس کے امتیازات مناسب بنیادوں پر مبنی ہیں۔ یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ قانون ساز نقصان کی ڈگریوں کو تسلیم کرنے کے لیے آزاد ہے اور اپنی پابندیوں کو ان کیسز تک محدود کر سکتا ہے جہاں ضرورت کو سب سے واضح سمجھا جاتا ہے اور آخر میں کہ آئینی حیثیت کے تصور کو برقرار رکھنے کے لیے عدالت عام معلومات، عام رپورٹ، وقت کی تاریخ کو مد نظر رکھ سکتی ہے اور تمام حقائق کی ایسی حالت کو فرض کر سکتی ہے جو قانون سازی کے وقت موجود ہو سکتی ہے۔...."

78. حمد اردو واخانہ (وقف) لال کنواں، دہلی اور دیگر بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر کے کیس میں، بنگال امیونٹی کمپنی لمیٹڈ بمقابلہ ریاست بہار اور دیگر، آر. ایم. ڈی. چمبر باگ والا اور دیگر بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر اور مہنت موتی داس اور دیگر بمقابلہ ایس. پی. ساہی، ہندو مذہبی ٹرسٹ کے انچارج اسپیشل آفیسر اور دیگر کے کیسز میں تین پہلے کے فیصلوں کا حوالہ دینے کے بعد، اس عدالت کے ایک آئینی بنج نے مشاہدہ کیا کہ ایک قانون کی آئینی حیثیت پر غور کرتے وقت، اس کی اصل نوعیت اور کردار یعنی اس کے موضوع، اس علاقے جس میں اسے کام کرنے کا ارادہ ہے، اس کا مقصد اور ارادہ پر غور کرنا ضروری ہے۔ یہ مزید فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایسا کرنے کے لیے، تمام عوامل جیسے کہ قانون سازی کی تاریخ، اس کا مقصد، ارد گرد کے حالات اور حالات، وہ برائی جسے وہ

دبانے کا ارادہ رکھتا ہے، بیماری کا علاج جسے قانون ساز نے حل کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور علاج کی اصل وجہ کو مد نظر رکھنا جائز ہے۔

79. اس قانونی پوزیشن کو اس عدالت نے فیصلوں کی ایک کیٹینا میں مسلسل دہرایا ہے۔ حال ہی میں بھی، اس عدالت کے تین ججوں کے ایک بنچ نے ڈاکٹر جیا ٹھا کر بمقابلہ یونین آف انڈیا اور دیگر کے کیس میں، جس میں ہم میں سے ایک (گاوائی، ج. جیسا کہ وہ اس وقت تھے) ایک رکن تھے، اس طرح مشاہدہ کیا:

"70. اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اس عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پارلیمنٹ یا ایک ریاستی قانون ساز کے ذریعہ نافذ کردہ قانون کو آسانی سے غیر آئینی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ایسا کرنے کے لیے، عدالت کو بغیر کسی شک کے یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ آئینی دفعات کی خلاف ورزی اتنی واضح تھی کہ چیلنج کے تحت قانون سازی کی دفعہ کھڑی نہیں ہو سکتی۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جب تک آئینی دفعات کی واضح خلاف ورزی نہ ہو، پارلیمنٹ یا ایک ریاستی قانون ساز کے ذریعہ بنائے گئے قانون کو برا قرار نہیں دیا جاسکتا۔

71. اس عدالت کا مستقل نظریہ رہا ہے کہ قانونی قانون کو صرف دو بنیادوں پر ختم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی، کہ مناسب قانون ساز کے پاس قانون بنانے کی صلاحیت نہیں ہے؛ اور دوسری، کہ یہ آئین کے حصہ III میں درج کسی بھی بنیادی حقوق یا کسی بھی دوسری آئینی دفعات کو چھین لیتا ہے یا کم کرتا ہے۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کسی بھی قانون کو صرف یہ کہہ کر ختم نہیں کیا جاسکتا کہ یہ من مانی یا غیر معقول ہے۔ ایک قانون کو غیر قانونی قرار دینے سے پہلے کچھ یا کوئی آئینی کمزوری تلاش کرنا ہوگا۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ اور قانون ساز، جیسا کہ وہ لوگوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوتے ہیں، لوگوں کی ضروریات کو جاننے اور ان سے واقف ہونے والے سمجھے جاتے ہیں اور جو ان کے لیے اچھا اور برا ہے۔ عدالت ان کی حکمت پر فیصلہ نہیں کر سکتی۔

72. اس عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قانون ساز کے ایکٹ یا ایکٹ میں کسی دفعہ کو غیر قانونی قرار دینے کی ایک اور صرف ایک ہی بنیاد ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ آئین کی کسی دفعہ کی اتنی واضح طور پر خلاف ورزی کرتا ہے کہ اس میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ مزید فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر دو نظریات ممکن ہیں، ایک جو قانون کو آئینی بناتا ہے اور دوسرا جو اسے غیر آئینی بناتا ہے، تو پہلے والے نظریے کو ہمیشہ ترجیح دی جانی چاہیے۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ عدالت کو ایک قانون کی آئینی قانونی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، یہاں تک کہ اگر اس کے لیے ایک کشیدگی سے بھرا ہوا تعمیر یا اس کے دائرہ کار کو تنگ کرنے کی ضرورت ہو۔

73. یہ مسلسل فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئینی حیثیت کے حق میں ہمیشہ ایک تصور ہوتا ہے، اور ایک قانون کو غیر آئینی قرار نہیں دیا جائے گا جب تک کہ کیس شک سے آزاد ہونے کے لیے اتنا واضح نہ ہو۔ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر جو قانون پاس کیا گیا ہے وہ ایک قانون ساز پر عطا کردہ طاقت کے دائرہ کار میں ہے اور اس طاقت پر کوئی پابندی کی خلاف ورزی نہیں کرتا، تو قانون کو برقرار رکھنا ہوگا چاہے عدالت اس کے بارے میں کچھ بھی سوچے۔

74. اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ قانونی ایکٹ کو چیلنج صرف اس صورت میں قابل قبول ہوگا جب یہ قائم کیا جائے کہ متعلقہ قانون ساز کے پاس اس موضوع پر قانون بنانے کی قانونی صلاحیت نہیں تھی جس پر مذکورہ ترمیمات نافذ کی گئی ہیں۔ دوسری بنیاد جس پر قانونی حیثیت کو چیلنج کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایسا قانون آئین کے حصہ III میں طے شدہ کسی بھی بنیادی حقوق یا آئین کی کسی بھی دوسری دفعہ کے خلاف ہے۔ ایک اور بنیاد جو اس عدالت کے حالیہ فیصلوں سے نکالی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ قانونی ایکٹ کی قانونی حیثیت کو واضح من مانی کی بنیاد پر چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ تاہم، ایسا کرتے وقت، یہ یاد رکھنا ہوگا کہ قانونی قانون کی آئینی حیثیت کے حق میں تصور ہوتا ہے۔

75. موجودہ کیس میں، یہ کسی کا بھی کیس نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کے پاس اس موضوع پر قانون بنانے کی طاقت نہیں تھی جس پر مذکورہ ترمیمات نافذ کی گئی ہیں۔ اس طرح، مذکورہ بنیاد درخواست گزاروں کے لیے دستیاب نہیں ہے۔"

[زور دیا گیا]

80. اس واضح پوزیشن کے پس منظر میں، ہمیں اس پر غور کرنا ہوگا کہ آیا درخواست گزاروں نے پورے قانون کو روکنے کے لیے ایک مضبوط کیس بنایا ہے، یعنی زیر اعتراض ایکٹ۔

81. ایسا کرنے کے لیے، ہمیں 1923 سے لے کر زیر اعتراض قانون کے نفاذ تک قانون سازی کی تاریخ پر غور کرنا ہوگا۔

## ii. وقف قوانین کی قانون سازی کی تاریخ

a. مسلمان وقف ایکٹ، 1923

82. ایسے قوانین میں سے پہلا مسلمان وقف ایکٹ، 1923 تھا۔ اس ایکٹ کے بیان برائے مقاصد اور اسباب کا حوالہ دینا متعلقہ ہوگا، جو اس طرح پڑھتا ہے:

"بیان برائے مقاصد اور اسباب - موجودہ بل کا مقصد بل کے دیباچے سے کافی ظاہر ہوتا ہے۔ کئی سالوں سے، ملک بھر میں مسلمانوں کی کمیونٹی میں یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے کہ نیک اور عوامی جذبے والے مسلمانوں کی طرف سے روزانہ کی جانے والی بے شمار وقفیں ان لوگوں کی طرف سے ضائع یا منظم طریقے سے غائب کی جا رہی ہیں جن کے ہاتھوں میں ٹرسٹ وقت کے ساتھ آیا ہے۔ ٹرسٹ کی جائیداد کے ایسے غلط استعمال کے واقعات بد قسمتی سے اتنے عام ہیں کہ ایک وقف کو اب عوام کی طرف سے صرف ایک ذہین تدبیر کے طور پر سمجھا جاتا ہے تاکہ وہ جائیداد کو قرض دہندگان کو شکست دینے اور عام طور پر ایک قابل قبول وقف کی

آڑ میں قانون سے بچنے کے لیے جکڑیں۔ کچھ صورتوں میں، متولی ایسے افراد ہوتے ہیں جو وقف کی انتظامیہ کو جاری رکھنے کے لیے مکمل طور پر نااہل ہوتے ہیں اور جو اپنی اخلاقی کوتاہیوں کے ذریعے نہ صرف وقف پر بلکہ خود کمیونٹی پر بھی بدنامی لاتے ہیں۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ احساس متفقہ ہے کہ کچھ اقدامات کیے جانے چاہیے تاکہ نااہل اور بے ایمان متولیوں کو ان کے ضائع اور غلط انتظام کے کیریئر میں روکا جاسکے، اور یہ کہ خود وقف کو ان مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکے جن کے لیے انہیں اصل میں وقف کیا گیا تھا۔

کچھ معاملات میں، یہ معلوم کرنے میں مشکلات پیدا ہوئی ہیں کہ کیا کوئی خاص املاک واقعی وقف کے تابع ہیں یا نہیں۔ پورے ملک میں بے شمار وقف املاک ہیں جو عوام کے لیے نامعلوم ہیں جنہیں متولی اپنی نجی جائیداد کے طور پر سمجھ رہے ہیں اور وہ کسی بھی طرح سے ان کے ساتھ معاملہ کر رہے ہیں جو وہ مناسب یا ضروری سمجھتے ہیں۔ لہذا، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک لازمی رجسٹریشن کا نظام ہونا چاہیے جس میں ایک متولی کو کچھ ذمہ دار افسر کو نہ صرف اس وقف کے بارے میں مطلع کرنا ہو، جس کا وہ متولی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وقف کی نوعیت، حد اور دیگر واقعات کے بارے میں بھی مطلع کرنا ہو۔ مزید، یہاں تک کہ جہاں ایک وقف اچھی طرح سے جانا جاتا ہے اور متولی ظاہر ہے کہ اپنے فرائض کو جاری رکھنے کے لیے مکمل طور پر نااہل ہے، تو عوام کو کوڈ آف سول پروسیجر میں بیان کردہ غیر واضح طریقہ کار کی وجہ سے اسے اس کے عہدے سے ہٹانے کے لیے مقدمات دائر کرنے میں ایک مشکل محسوس ہوتی ہے۔ ایسے مقدمات کے قیام کو آسان بنانے کے لیے ہی بل میں ایک دفعہ شامل کی گئی ہے۔ آخر میں، پورے ملک میں مسلمانوں کے درمیان رائے کا ایک عام اتفاق نظر آتا ہے کہ کوئی ذمہ دار افسر ہونا چاہیے، جو گھوم پھر کر خود معلوم کر سکے کہ ملک بھر میں بکھری ہوئی مختلف وقف املاک کا مناسب طریقے سے انتظام کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ یہ ارادہ نہیں ہے کہ حکومت سے ایسے افسر یا اس کے عملے کو مقرر کرنے کا بوجھ اٹھانے کا مطالبہ کیا جائے، اور لہذا بل میں ایک دفعہ شامل کی گئی ہے جو مرکزی کمیٹی (جو بل کی دفعات کے مطابق مقرر کی جائے گی) کو ایسے افسر اور اس کے عملے کی لاگت کو پورا کرنے کے مقصد کے لیے متولیوں سے ایک قابل قدر تعاون وصول کرنے کی

اجازت دیتی ہے۔"

[زور دیا گیا]

83. اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ چونکہ وقف کی املاک کے غلط انتظام کا خطرہ قانون ساز نے محسوس کیا تھا، اس لیے 1923 میں ہی ایک قانون سازی کو ضروری سمجھا گیا۔ یہ محسوس کیا گیا کہ نیک اور عوامی جذبے والے مسلمانوں کی طرف سے کیے گئے وقف کو ان لوگوں کی طرف سے ضلع یا منظم طریقے سے غائب کیا جا رہا ہے جن کے ہاتھوں میں ٹرسٹ وقت کے ساتھ آیا ہے۔

84. یہ بھی محسوس کیا گیا کہ وقف عوام کی طرف سے ایک "ذہین تدبیر" کے طور پر سمجھا جانے لگا تاکہ وہ جائیداد کو قرض دہندگان کو شکست دینے اور عام طور پر ایک قابل قبول وقف کی آڑ میں قانون سے بچنے کے لیے جکڑے۔ 1923 میں ہی، ایک لازمی رجسٹریشن کا نظام ضروری سمجھا گیا جس میں ایک متولی کو نہ صرف اس وقف کے بارے میں مطلع کرنا ہو جس کا وہ متولی ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وقف کی نوعیت، حد اور دیگر واقعات کے بارے میں بھی مطلع کرنا ہو۔ یہ بھی محسوس کیا گیا کہ یہاں تک کہ جہاں ایک وقف اچھی طرح سے جانا جاتا ہے اور متولی ظاہر ہے کہ اپنے فرائض کو جاری رکھنے کے لیے مکمل طور پر نااہل ہے، تو عوام کو کوڈ آف سول پروسیجر میں بیان کردہ غیر واضح طریقہ کار کی وجہ سے اسے اس کے عہدے سے ہٹانے کے لیے مقدمات دائر کرنے میں ایک مشکل محسوس ہوتی ہے۔

85. 1923 کے ایکٹ کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ اس ایکٹ میں وقف سے متعلق تفصیلات فراہم کرنے کی ذمہ داری، تفصیلات کی اشاعت اور مزید تفصیلات کی ضرورت، اکاؤنٹس کا بیان، اکاؤنٹ کا آڈٹ اور تصدیق کے حوالے سے مختلف دفعات شامل کی گئی تھیں۔ صرف یہی نہیں، بلکہ 1923 کے ایکٹ کی دفعہ 10 میں ایک ایسے شخص کے لیے بھی جرمانہ فراہم کیا گیا تھا جو ایکٹ کے قانونی تقاضوں کی تعمیل کرنے میں ناکام رہتے تھے۔

ب. بنگال وقف ایکٹ، 1934 گال وقف ایکٹ، 1934 کی دفعہ

86. یہ بات قابل ذکر ہے کہ بن وقف بذریعہ استعمال" کے تصور کو تسلیم کیا۔ اسے "6(10) نے گا: دوبارہ پیش کرنا مناسب ہو "6.....(10)۔ "وقف" سے مراد کسی مسلمان شخص کی طرف سے کسی م نقولہ یا غیر م نقولہ جائیداد کی مستقل وقف ہے جو اسلامی قانون کے مطابق نیک، مذہبی یا خیراتی مقصد کے لیے ہو اور اس میں وقف بذریعہ استعمال بھی شامل ہے؛ اور "واقف" سے مراد ایسا وقف کرنے والا کوئی بھی شخص ہے۔"

ج. وقف ایکٹ، 1995

87. آزادی کے بعد، پارلیمنٹ نے وقف ایکٹ، 1954 نافذ کیا۔ وقف بذریعہ استعمال" کے تصور کو 1954 کے ایکٹ کی دفعہ "یا۔ 1954 کے ایکٹ کی (3)i(1) کے ذریعے قانونی طور پر تسلیم کیا گیا دفعہ 4 کے تحت، ریاستی حکومت کو ایک وقف کمشنر مقرر کرنا تھا جسے ایکٹ کے آغاز کی تاریخ پر موجود اوقاف کے حوالے سے تحقیقات کرنی تھی اور ایک رپورٹ پیش کرنی تھی، جس میں ایکٹ کی دفعات کے تحت مقرر کردہ تفصیلات شامل ہوں۔ 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ (6) کے تحت ریاستی حکومت کو کمشنر کو ریاست میں وقف املاک کا دوسرا یا بعد کا سروے کرنے کی ہدایت دینے کا بھی اختیار تھا۔

88. 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت، کمشنر سے رپورٹ موصول ہونے پر، ریاستی حکومت کو اسے بورڈ کو بھیجنا تھا۔ زٹ گ زہ لینا تھا اور سرکاری اس کے بعد، بورڈ کو رپورٹ کا جائی ع کرنی تھی جس میں میں ریاست میں اوقاف کی فہرست شای مقرر کردہ تفصیلات شامل ہوں۔

89. 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 6 کی ذیلی دفعہ (1) نے اوقاف سے متعلق تنازعات کے تعین کے لیے ایک مجاز سول عدالت کا انتظام کیا۔ اس ایکٹ کی دفعہ 6 کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت، دفعہ 5 ع شدہ



اوقاف کی فہرست، جب کی ذیلی دفعہ 2) کے تحت شای تک کہ اسے ذیلی دفعہ 1) کے تحت سول عدالت کے فیصلے کے ی۔ گے، حتمی اور قطعی ہو مطابق ترمیم نہ کیا جائی

1954.90 کے ایکٹ کی دفعہ 25 نے ہر وقف کی وقف کمشنر کے دفتر میں رجسٹریشن کا بھی انتظام کیا۔ رجسٹریشن کے لیے ی کے گ درخواست دینے اور درخواست کی صداقت اور درست حوالے سے وقف کمشنر کے ذریعے کی جانے والی تحقیقات، وقف املاک کا انتظام کرنے والے شخص کو درخواست کا نوٹس دینے کا یا تھا۔ ایک تفصیلی طریقہ کار اس دفعہ کے تحت مقرر کیا گیا 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 25 کی ذیلی دفعہ 8) نے اس ایکٹ کے نئے اوقاف کی رجسٹریشن کے لیے اس ایکٹ گے آغاز سے پہلے بنائی کے آغاز کی تاریخ سے 3 ماہ کی مدت کے اندر درخواست دینے کا نئے اوقاف کا گے حکم دیا۔ جہاں تک اس ایکٹ کے آغاز کے بعد بنائی تعلق ہے، اوقاف کے قیام کی تاریخ سے 3 ماہ کی مدت مقرر کی نی تھی۔ گ

1954.91 کے ایکٹ کی دفعہ 26 کے تحت، وقف کمشنر کو اوقاف کا ایک رجسٹر برقرار رکھنا ضروری تھا۔

1954.92 کے ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت، بورڈ کو کسی بھی یداد کے بارے میں معلومات جمع کرنا ضروری تھا جس ایسی جائی یداد ہے۔ اسے کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ وقف کی جائی ی تحقیقات کرنے کا بھی اختیار تھا جہاں اسے یقین ہو کہ کوئی جو انڈین ٹرسٹ ی سوسائٹی ی ٹرسٹ یا کوئی یداد یا کو جائی ٹریز رجسٹریشن ایکٹ، 1860 یا کسی ایکٹ، 1882 یا سوسائٹی یداد تھی۔ دوسرے ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، وہ وقف کی جائی تحقیقات کے بعد یہ پایا جاتا یا تھا کہ، اگر مزید یہ بھی فراہم کیا گیا یداد ہے، تو اسے ٹرسٹ یا یداد وقف کی جائی ہے کہ ایسی جائی یداد کی کو یہ مطالبہ کرنے کا اختیار تھا کہ وہ ایسی جائی سوسائٹی یداد کے طور پر رجسٹر کرے یا کو اس ایکٹ کے تحت وقف کی جائی

یداد کو کیوں رجسٹر نہیں کیا جانا چاہیے۔

93. 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 28 نے وقف کمشنر کو یہ اختیار دیا کہ وہ کسی متولی کو وقف کی رجسٹریشن کے لیے درخواستی معلومات فراہم کرنے، یا خودی دینے یا وقف کے بارے میں کو وقف کو رجسٹر کرانے اور کسی بھی وقت اوقاف کے رجسٹر میں ترمیم کرنے کی ہدایت دے۔

94. 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 41 نے متولی کی طرف سے اس ایکٹ کی دفعات کی عدم تعمیل کے لیے جرمانے فراہم کیے۔ د. وقف انکوائری کمیٹی اور وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 رچہ 1954 کے ایکٹ نے تمام

95. یہ بات مزید قابل ذکر ہے کہ اگ اوقاف کی لازمی رجسٹریشن کا انتظام کیا تھا، لیکن کئی اوقاف نے خود کو رجسٹر نہیں کرایا تھا۔ اس کے نتیجے میں، مرکزی سے، درج ذیل تین ممتاز افراد پر حکومت نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے ری کمیٹی مقرر کی: مشتمل ایک وقف انکوائری (i) سید احمد - چیئرمین (ii) ایم. ایچ. محسن - رکن (iii) اسحاق بعد میں مسٹر ذوالفقار علی خان نے ایم. ایچ. محسن کی جگہ لی۔ ری کمیٹی کی حتمی رپورٹ 1976 میں پیش کی

96. وقف انکوائری کمیٹی کی پیش کردہ رپورٹ کے درج ذیل تی۔ وقف انکوائری گ: مشاہدات کا حوالہ دینا مناسب ہوندی (i) اوقاف کو جان بوجھ کر چھپانا اور انہیں رجسٹر کرانے "مقدمات کی سماعت یا فیصلہ کرنے پر پاب میں جان بوجھ کر ناکامی وقف کے انتظام کو متاثر کرنے والی ایک گہری عام بیماری ہے۔ اس معاملے کو انتہائی اہمیت دیتے ہوئے، ہم نے ایسے معاملات میں سزا کے طور پر قید کا الگ سے انتظام کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملے میں گاجر اور چھڑی کی پالیسی بھی ضروری ہے؛ جہاں ممکن ہو گاجر لٹکانا اور جب ضروری ہو چھڑی کا استعمال کرنا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس پالیسی

کے نفاذ میں، ہمارے پاس ٹی پبلک ٹرسٹ ایکٹ 1950 کی دفعہ 31 کے تحت ایک بہت ہی مفید دفعہ ہے، جو کسی ایسے عوامی بمب ندی لگاتی ہے جو ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ نہیں ٹرسٹ کے حوالے سے کسی بھی مقدمے کی سماعت پر پاب ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ 1954 کے مرکزی وقف ایکٹ میں بھی ایسی ہی دفعہ ضروری ہے، اور کسی بھی متولی کو جس نے 1954 کے مرکزی وقف ایکٹ کے تحت مطلوبہ وقف کو رجسٹر کرانے میں ناکامی کی ہے، اسے قانون کی عدالت میں کسی بھی حق کو نافذ کرنے کی سہولت فراہم نہیں کی جانی چاہیے جب تک کہ نے وقف کو ایکٹ کے تحت مطلوبہ طور پر رجسٹر نہ کرایا ہو۔ لہذا، ہم تجویز کرتے ہیں کہ 1954 کے اس نے اپنی دفعہ A55 شامل کی جائے: مرکزی وقف ایکٹ میں درج ذیل خطوط پر ایک ن ("الف (55) 1) کسی ایسے وقف کی طرف سے حق کو نافذ کرنے کے لیے کوئی مقدمہ جو اس ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ نہیں ہے، کسی بھی قانون کی عدالت یا ٹریبونل میں س نایا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ ("2) (ذیلی دفعہ 1) کی دفعات، جہاں تک ممکن ہو، ایسے وقف کی طرف سے کیے گئے سیٹ آف یا کسی دیگر دعوے پر لاگو ہوں گی جو اس ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ نہیں ہے۔"] زور دیا گیا]

97. اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اس کمیٹی نے محسوس کیا کہ اوقاف کو جان بوجھ کر چھپانے اور انہیں رجسٹر کرانے میں یا جان بوجھ کر ناکامی کے واقعات موجود تھے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا کہ ہری عام تھی، اوقاف کے انتظام کو متاثر کر کے ایسی بیماری، جو کر رہی تھی۔ لہذا، کمیٹی نے ایسی عدم تعمیل کے لیے سزا کے طور پر قید کی سفارش کی۔ کمیٹی نے محسوس کیا کہ بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ، 1950 کے تحت، ایک دفعہ تھی جو کسی ایسے عوامی ٹرسٹ کے حوالے سے کسی بھی مقدمے کی سماعت پر پابندی لگاتی تھی جو اس ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ تھی کہ 1954 کے ایکٹ میں بھی ایسی نہیں تھی۔ کمیٹی کی رائے ری کمیٹی کی ہی مفید دفعہ ضروری ہے۔ درحقیقت، وقف انکوائی ان سفارشات کو نافذ کرنے کے لیے، 1954 کے ایکٹ کو وقف ٹی گ) ترمیمی (ایکٹ، 1984 کے ذریعے ترمیم کرنے کی کوشش کی گئی تھی، جو

یوں ہے: گ تھی، جس میں دفعہ E55 شامل کی "(1) E55 کسی بھی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، کسی ایسے وقف کی طرف سے کسی بھی حق کو نافذ کرنے کے لیے کوئی مقدمہ، اپیل یا دیگر قانونی کارروائی جو اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق رجسٹرڈ نہیں ہے، وقف) ترمیمی (ایکٹ، 1984 کے آغاز کے بعد کسی بھی عدالت کے ذریعے دائر یا شروع یا س نا، مقدمہ چلایا یا فیصلہ نہیں کیا جائے گا، یا جہاں ایسا کوئی مقدمہ، اپیل یا دیگر قانونی کارروائی ایسے آغاز سے پہلے دائر یا شروع کی گئی تھی، ایسی کوئی بھی مقدمہ، اپیل یا دیگر قانونی کارروائی ایسے آغاز کے بعد کسی بھی عدالت کے ذریعے جاری، س نا، مقدمہ چلایا یا فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ ایسا وقف اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق، ایسے آغاز کے بعد رجسٹرڈ نہ ہو جائے۔) 2 (ذیلی دفعہ) 1 (کی دفعات، جہاں تک ممکن ہو، ایسے وقف کی طرف سے کیے گئے سیٹ آف یا کسی دیگر دعوے پر لاگو ہوں گی جو اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق رجسٹرڈ نہیں ہے۔"

98. تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ وقف) ترمیمی (ایکٹ، 1984 کو یا۔ نافذ نہیں کیا گ  
99. اس کے بعد، پارلیمنٹ نے محسوس کیا کہ 1954 کے ایکٹ کے اصل کام نے اس میں اور وقف بورڈز کے ڈھانچے میں کئی خامیاں ظاہر کی تھیں۔ اصل وقف ایکٹ کے تعارف سے یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ خامیوں کو دور کرنے کے لیے، 1954 کے ایکٹ کو، 1959 یا اور اس کے بعد 1984 میں وقف، 1964 1969 میں ترمیم کیا گ ری کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر جامع ترمیم کی انکوائی تیں۔ یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ مسلم کمیونٹی کے ایک بڑی تعداد گ نے وقف) ترمیمی (ایکٹ، 1984 کی مختلف دفعات بشمول دفعہ 1 (کی سختی سے مخالفت کی گ E55) (جیسا کہ پہلے بحث کی تھی۔ لہذا، وقف) ترمیمی (ایکٹ، 1984 کی مختلف دفعات پر اعتراضات پر غور کرنے کے بعد، اور مسلم کمیونٹی کے رہنماؤں کے یا ساتھ وسیع پیمانے پر بات چیت کرنے کے بعد، یہ فیصلہ کیا گ ے جس میں کہ وقف کے

معاملات پر ایک نیا جامع بل لایا جائی 1954 کے ایکٹ کی خصوصیات اور وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 سے تھا۔ اس اتفاق رائے کی ایسی دفعات شامل ہوں جن پر تقریباً عمل کا مجموعی نتیجہ 1995 کے وقف ایکٹ کا نفاذ تھا، جسے ہم اصل وقف ایکٹ کے طور پر حوالہ دے رہے ہیں۔  
 ہ. وقف ایکٹ، 1995

1995.100 اصل وقف ایکٹ کے مقاصد اور وجوہات کے بیان کا مطالعہ کرنے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وقف املاک کے غلط استعمال کے ت سے ہوں یا گ واقعات موجود تھے، چاہے متولیوں کی ملی بھ اس کے بغیر۔ لہذا، بل میں ایک ایسی دفعہ شامل کرنے کی ئی تاکہ وقف املاک کی منتقلی آسان نہ ہو۔ گ تجویز پیش کی وقف (ترمیمی) ایکٹ، 2013 سے پہلے اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کا حوالہ دینا مناسب ہو "3. تعریفیں - (r) وقف" سے مراد کسی مسلمان شخص کی طرف سے کسی م نقولہ یا غیر م نقولہ جائیداد کی مستقل وقف ہے جو مسلم قانون کے مطابق نیک، مذہبی یا خیراتی مقصد کے لیے ہو اور اس میں شامل ہیں - نہ ہو گیا (i) وقف بذریعہ استعمال لیکن ایسا وقف صرف اس وجہ سے وقف نہیں رہے گا کہ استعمال ب نہ ہو؛ ہے، قطع نظر اس کے کہ یہ کتنی مدت کے لیے ب (ii) "گرائنٹس"، بشمول مشروط الخدمت کسی بھی مقصد کے لیے جو مسلم قانون کے مطابق نیک، مذہبی یا خیراتی ہو؛ اور؛ (iii) وقف علی الاولاد اس حد تک جس حد تک جائیداد مسلم قانون کے مطابق نیک، مذہبی یا خیراتی مقصد کے لیے وقف کی گ ئی ہو، اور "واقف" سے مراد ایسا وقف کرنے والا کوئی بھی شخص ہے۔ "وقف" کی تعریف میں "

101. اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ وقف بذریعہ استعمال "بھی شامل تھا۔ مزید یہ بھی دیکھا جا "گا کہ سکتا ہے کہ ایسا وقف صرف اس وجہ سے وقف نہیں رہے یا ہے، قطع نظر اس کے کہ یہ کتنی مدت کے لیے استعمال بند ہو بند ہوا ہو۔ ی سروے کا

102. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 4 نے اوقاف کے ابتدائی انتظام کیا۔

103. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 5 نے اوقاف کی فہرست کی اشاعت کا انتظام کیا۔ اس نے یہ بھی فراہم کیا کہ ریونیو حکام اس کی ذیلی دفعہ 2 (میں مذکور اوقاف کی فہرست کو شامل سے اور اس کی گ سے، جب زمین کے ریکارڈ کو اپ ڈیٹ کریں گ کریں ذیلی دفعہ 2) میں مذکور اوقاف کی فہرست کو زمین کے ریکارڈ سے۔ گ میں تبدیلی کا فیصلہ کرتے وقت مد نظر رکھیں

104. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 6 نے یہ فراہم کیا کہ اگر یاد سوال پیدا ہوتا ہے کہ اوقاف کی فہرست میں وقف کی جائیداد ہے یا یاد وقف کی جائی خاص جائی کے طور پر مخصوص کو وقف شیعہ وقف میں نہیں یا ایسی فہرست میں مخصوص کو بھی متاثرہ ہے یا سنی وقف، تو بورڈ یا وقف کا متولی یا کو کر شخص سوال کے فیصلے کے لیے ایک ٹریبونل میں مقدمہ دائی گا۔ سکتا ہے اور اس معاملے میں ٹریبونل کا فیصلہ حتمی ہو

105. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 7 نے اوقاف سے متعلق تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لیے ٹریبونل کے اختیار کا انتظام کیا۔

106. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 نے وقف کی رجسٹریشن کا انتظام کیا۔ اس نے وقف کی رجسٹریشن کے لیے اختیار کیے جانے والے طریقہ کار کا بھی انتظام کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ وقف (ترمیمی) ایکٹ، 2013 کے ذریعے اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 ٹی تھیں۔ تاہم، یہ بات گ کی دفعات میں بھی کچھ ترامیم کی یا قابل ذکر ہے کہ اصل وقف ایکٹ کے تحت بھی یہ فراہم کیا گ تھا کہ رجسٹریشن کے لیے درخواست وقف املاک کی تفصیل کے تفصیلات کے علاوہ اس کی شناخت گ ی جو دی گ سے ساتھ دی جائی کے لیے کافی ہو۔

107. مزید، اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ 4 (کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ رجسٹریشن کے لیے ہر درخواست ر کے ساتھ وقف نامے کی ایک کاپی منسلک کرنا ضروری تھا یا گ یا تھا یا اس کی

کاپی حاصل نہیں کی نامہ تیار نہیں کیا گئی ایسا کوئی جا سکتی تھی؛ تو درخواست میں مکمل تفصیلات شامل کرنا ضروری تھا، جہاں تک وہ معلوم ہوں درخواست گزار کو معلوم ہوں، وقف کی اصل، نوعیت اور مقاصد کے بارے میں۔ اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ "وقف بذریعہ استعمال" کی صورت میں بھی، رجسٹریشن کے لیے درخواست دی جا سکتی تھی اگر کوئی وقف نامہ تیار نہیں کیا گیا تھا، تو درخواست گزار کو معلوم تفصیلات، وقف کی اصل، نوعیت اور مقاصد کے بارے میں دی جا سکتی تھیں۔

108. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ 7(کے تحت، رجسٹریشن کے لیے درخواست موصول ہونے پر، بورڈ کوئی اور اس میں موجود کسی گ درخواست کی صداقت اور درستگی کے حوالے سے اپنی مرضی کے مطابق گ بھی تفصیلات کی درست یا تھا کہ جب تحقیقات کرنی تھی۔ مزید یہ بھی فراہم کیا گ درخواست وقف املاک کا انتظام کرنے والے شخص کے علاوہ کسی اور شخص نے دی ہو، تو بورڈ کو وقف کو رجسٹر کرنے سے پہلے وقف املاک کا انتظام کرنے والے شخص کو درخواست کا روہ نوٹس دینا ضروری تھا اور مزید یہ بھی ضروری تھا کہ اگے۔ سننا چاہے تو اسے سماعت کا موقع دیا جائے۔

109. می نے گے ذیلی دفعہ 8(کے تحت، اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے بنائی اوقاف کی صورت میں، رجسٹریشن کے لیے ہر درخواست کو آغاز کی تاریخ سے 3 ماہ کے اندر دینا ضروری تھا اور ایسے آغاز کے بعد لے اوقاف کی صورت میں، وقف کے قیام کی تاریخ سے 3 گے بنائی ماہ کے اندر۔ اس کا پروویزن بورڈ کے قیام کی تاریخ سے 3 ماہ کی مدت کے اندر درخواست دینے کی اجازت دیتا تھا جہاں وقف کے می بورڈ موجود نہیں تھا۔ می قیام کے وقت کو

110. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 32 کے تحت، جس میں بورڈ کے رباتوں کے علاوہ، گ اختیارات اور افعال کا انتظام تھا، بورڈ کو دی وقف کی اصل، آمدنی، مقصد اور مستفیدین سے متعلق معلومات پر



مشمول ایک ریکارڈ برقرار رکھنا ضروری تھا۔

111. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 40 کے تحت، بورڈ کو کسی بھی یداد کے بارے میں معلومات جمع کرنے کا اختیار تھا ایسی جائیداد ہے اور جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ وقف کی جائیداد وقف کی خاص جائی می سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کوئی رکواگ یداد تھی یا نہیں، تو یہ سوال بورڈ اپنی مرضی کے مطابق جائی تحقیقات کرنے کے بعد فیصلہ کر سکتا تھا۔ مزید یہ بھی فراہم کیا می ترمیم می رٹریبونل کی طرف سے کو یا تھا کہ بورڈ کا فیصلہ، اگ گ گا۔ کی جاتی ہے، تو حتمی ہو

112. 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 27 کی ذیلی دفعہ (3) میں انڈین ٹریجر رجسٹریشن ایکٹ، 1860 یا ٹرسٹ ایکٹ، 1882 یا سوسائ کسی دوسرے ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کسی ٹرسٹ یا ئی دفعہ کے مشابہ ایک گ یداد کے حوالے سے کی ٹی کی جائی سوسائ دفعہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 40 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت ئی تھی۔ مزید، 1954 کے ایکٹ کی دفعہ 28 کے مشابہ گ بھی کی می جا سکتی ہے ایک دفعہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 41 میں پائی ہ بورڈ کو گ ئی ہے کہ وقف کمشنر کی ج گ جس میں یہ تبدیلی کی یا ہے۔ رکھاگ

113. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 61 نے جرمانے فراہم کیے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 61 کی ذیلی دفعہ (2) (روہ وقف کے وجود نے متولی کو قید کی سزا کا انتظام کیا تھا اگ کو چھپانے کے ارادے سے، مقررہ مدت میں اس ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کے لیے درخواست دینے میں کوتاہی کرتا یا ناکام رہتا می ایسا بیان، رپورٹ یا معلومات فراہم کرتا جو اسے می یا بورڈ کو کو مراہ کن، جھوٹا یا غلط معلوم ہو یا اسے یقین کرنے کی گ غلط، وجہ ہو، تو اسے چھ ماہ تک کی قید اور پندرہ ہزار روپے تک کے ری جرمانے کی سزا دی جا سکتی تھی۔ یہ دفعہ وقف انکوائ میٹی کی اوپر مذکور رپورٹ کے مطابق ہے،



جس نے بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ، 1950 میں موجود ایک ایسی ہی دفعہ کو شامل کرنے کی سفارش کی تھی۔

114. یہ بات قابل ذکر ہے کہ اصل وقف ایکٹ میں دفعہ 87 کے ذریعے ایک ایسی دفعہ بھی تھی جو کسی ایسے وقف کی طرف رکنے کے دائی قانونی کارروائی گ سے کسی بھی مقدمے، اپیل یا دی پر پابندی لگاتی تھی جو اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق ری کمیٹی کی رجسٹرڈ نہیں تھا۔ دوبارہ، یہ دفعہ وقف انکوائی سفارشات کے مطابق تھی اور اس بنیاد پر دفعہ E55 کو وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 کے ذریعے قانون میں لانے کی کوشش کی گئی تھی۔ تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ وقف (ترمیمی) ایکٹ، گ 2013 کے ذریعے اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 87 کو حذف کر دیا گیا۔ گ iii. متنازعہ ایکٹ کی دفعات پر غور گا کہ 115. اس تاریخی تناظر میں، ہمیں اس سوال پر غور کرنا ہو آیا متنازعہ ایکٹ کو روکا جانا چاہیے یا نہیں۔ 116. کسی قانون یا اس کی کسی دفعہ پر عبوری روک لگانے کا یا ہے جن کا ہم نینی پیچ کے فیصلوں میں واضح کیا گ رہ کار آئی دائی نے اوپر حوالہ دیا ہے۔ نینی حیثیت کے یا ہے کہ کسی قانون کی آئی

117. یہ مسلسل کہا گ حق میں ہمیشہ ایک مفروضہ ہوتا ہے اور اس پر حملہ کرنے والے نینی اصولوں کی واضح ہے کہ آئی پر یہ بوجھ ہوتا ہے کہ وہ یہ دکھائی ی ہے۔ یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ مقننہ کی خلاف ورزی ہوں کی ضروریات کو سمجھتی ہے اور صحیح طریقے سے گ اپنے لو سراہتی ہے، کہ اس کے قوانین تجربے سے ظاہر ہونے والے مسائل نے ہیں اور اس کی تفریق مناسب بنیادوں گ کی طرف ہدایت کیے پر مبنی ہے۔ اسی طرح، یہ بھی طے شدہ ہے کہ مقننہ نقصان کی ریوں کو تسلیم کرنے کے لیے آزاد ہے اور اپنی پابندیوں کو ان گ ڈیکسز تک محدود کر سکتی ہے جہاں ضرورت سب سے واضح نینی حیثیت کے یا ہے کہ آئی سمجھی جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گ مفروضے کو برقرار رکھنے کے لیے

عدالت عام معلومات، عام رپورٹوں، وقت کی تاریخ کو مد نظر رکھ سکتی ہے اور ہر اس حقیقت کو فرض کر سکتی ہے جو قانون سازی کے وقت موجود ہو سکتی ہے۔

118۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹ یا ریاستی مقننہ کے ذریعے نافذ کردہ قانون کو ہلکے سے غیر آئینی قرار نہیں دیا جاسکتا۔  
ایسا کرنے میں، عدالت کو کسی بھی شک و شبہ سے بالاتر ہو کر یہ ثابت کرنے کے قابل ہونا چاہیے کہ آئینی دفعات کی خلاف ورزی اتنی واضح تھی کہ چیلنج شدہ قانون سازی کی دفعہ برقرار نہیں رہ سکتی۔ یہ کہا گیا ہے کہ جب تک آئینی دفعات کی صریح خلاف ورزی نہ ہو، پارلیمنٹ یا ریاستی مقننہ کے ذریعے بنائے گئے قانون کو غیر قانونی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی قانون کو غیر آئینی قرار دینے کے لیے، عدالت کو اس نتیجے پر پہنچنا ہوگا کہ آئین کی کسی بھی دفعہ کی خلاف ورزی اتنی واضح ہے کہ کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے۔

119۔ وہ بنیادیں جن پر کسی قانون سازی کو غیر قانونی قرار دیا جاسکتا ہے وہ مقننہ کی قانون سازی کی اہلیت کے حوالے سے ہیں یا یہ کہ ایسی قانون سازی آئین کے حصہ III میں درج بنیادی حقوق یا آئین کی کسی دیگر دفعہ کی خلاف ورزی کرتی ہے یا یہ کہ یہ واضح طور پر من مانی ہے۔

120۔ اس قانونی پوزیشن کی روشنی میں، ہمیں یہ جانچنا ہوگا کہ آیا درخواست گزاروں نے پورے قانون یعنی متنازعہ ایکٹ کو

روکنے کے لیے ایک مضبوط بادی النظر میں کیس بنایا ہے۔  
121. ایسا کرنے کے لیے، ہمیں 1923 سے لے کر چیلنج شدہ قانون  
کے نفاذ تک کی قانون سازی کی تاریخ پر غور کرنا ہوگا۔

122. مسلمان وقف ایکٹ، 1923 کے مقاصد اور وجوہات کے بیان  
کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کئی سالوں سے، ملک بھر  
میں مسلم کمیونٹی میں یہ احساس بڑھ رہا تھا کہ بے شمار  
اوقاف جو نیک اور عوامی جذبے والے مسلمانوں کے ذریعے کئے گئے  
ہیں یا روزانہ کیے جا رہے ہیں، ان لوگوں کے ہاتھوں ضلع یا منظم  
طریقے سے غبن کیے جا رہے ہیں جن کے ہاتھوں میں وقت کے  
ساتھ ٹرسٹ آیا ہے۔

123. 1923 کے اوائل میں ہی، یہ محسوس کیا گیا تھا کہ ٹرسٹ  
کی جائیداد کے ایسے غلط استعمال کی مثالیں بد قسمتی سے  
اتنی عام تھیں کہ اب ایک وقف کو عوام صرف ایک "چالاک  
طریقہ" سمجھنے لگے تھے تاکہ قرض دہندگان کو شکست دینے  
اور عام طور پر ایک قابل قبول وقف کے پردے میں قانون سے  
بچنے کے لیے جائیداد کو باندھ دیا جائے۔ مقننہ نے محسوس کیا کہ  
کچھ اقدامات کیے جانے چاہئیں تاکہ نااہل اور بے ایمان متولیوں  
کو ان کے ضیاع اور بد انتظامی کے کیریئر میں روکا جاسکے۔ مزید،  
1923 کے اوائل میں ہی، مقننہ نے محسوس کیا کہ ایک لازمی

رجسٹریشن کا نظام ہونا ضروری ہے جس کے تحت ایک متولی کو کسی ذمہ دار افسر کو نہ صرف اس وقف کے بارے میں مطلع کرنا ہو جس کا وہ متولی ہے، بلکہ وقف کی نوعیت، حد اور دیگر واقعات کے بارے میں بھی۔ یہ بھی محسوس کیا گیا کہ جہاں ایک وقف معروف ہے اور متولی واضح طور پر اپنے فرائض انجام دینے میں مکمل طور پر نااہل ہے، وہاں عوام کو اسے اس کے عہدے سے ہٹانے کے لیے مقدمہ دائر کرنے میں مشکل پیش آتی ہے کیونکہ سول پروسیجر کوڈ میں بیان کردہ پیچیدہ طریقہ کار کی وجہ سے۔

124. مزید یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ہر وقف کی لازمی رجسٹریشن کے حوالے سے دفعات 1954 کے ایکٹ کے تحت بھی جاری رہیں۔

125. یہ دیکھتے ہوئے کہ 1954 کے ایکٹ نے بھی مقصد پورا نہیں کیا تھا، مرکزی حکومت نے تین ممتاز افراد پر مشتمل ایک وقف انکوائری کمیٹی مقرر کی اور وہ بھی مسلم کمیونٹی سے۔ اس کمیٹی نے محسوس کیا کہ بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ، 1950 کی دفعہ 31 میں فراہم کردہ دفعہ کے مشابہ ایک دفعہ 1954 کے ایکٹ میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس نے ایک ایسی دفعہ شامل کرنے کی سفارش کی کہ کسی بھی متولی کو جس نے

1954 کے ایکٹ کے تحت مطلوبہ وقف کو رجسٹر کرانے میں ناکامی کی ہے، اسے قانون کی عدالت میں کسی بھی حق کو نافذ کرنے کی سہولت فراہم نہیں کی جانی چاہیے جب تک کہ اس نے اپنے وقف کو ایکٹ کے تحت مطلوبہ طور پر رجسٹر نہ کرایا ہو۔ لہذا، اس نے 1954 کے ایکٹ میں دفعہ A55 شامل کرنے کی سفارش کی۔

126. یہ بات مزید قابل ذکر ہے کہ وقف انکوائری کمیٹی کی سفارشات کو نافذ کرنے کے لیے، 1954 کے ایکٹ کو وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 کے ذریعے دفعہ E55 شامل کر کے ترمیم کرنے کی کوشش کی گئی تھی، لیکن، مختلف وجوہات کی بنا پر، اسے نافذ نہیں کیا جاسکا۔

127. یہ بات مزید قابل ذکر ہے کہ اگرچہ 1954 کے ایکٹ کو، 1959، 1964، 1969 میں مزید ترمیم کیا گیا اور اس کے بعد 1984 میں مذکورہ کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر جامع ترامیم کی گئیں، تاہم، مسلم کمیونٹی کے ایک بڑی تعداد نے وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 کے ذریعے لائی جانے والی مختلف ترامیم کی مخالفت کی، بشمول وہ جس کے ذریعے دفعہ E55 کو قانون میں لایا گیا تھا۔

128. اب آتے ہیں اصل وقف ایکٹ پر۔ اس کی دفعہ 36 نے وقف کی رجسٹریشن کا انتظام کیا۔ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی

ذیلی دفعہ (4) کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رجسٹریشن کے لیے ہر درخواست کے ساتھ وقف نامے کی ایک کاپی منسلک کرنا ضروری تھا یا اگر ایسا کوئی نامہ تیار نہیں کیا گیا تھا یا اس کی کاپی حاصل نہیں کی جا سکتی تھی، تو درخواست میں مکمل تفصیلات شامل کرنا ضروری تھا، جہاں تک وہ درخواست گزار کو معلوم ہوں، وقف کی اصل، نوعیت اور مقاصد کے بارے میں۔ اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ "وقف بذریعہ استعمال" کی صورت میں بھی، رجسٹریشن کے لیے درخواست دی جا سکتی تھی اگر کوئی وقف نامہ تیار نہیں کیا گیا تھا، تو درخواست گزار کو معلوم تفصیلات، وقف کی اصل، نوعیت اور مقاصد کے بارے میں دی جا سکتی تھیں۔

129. مزید یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ (7) کے تحت، رجسٹریشن کے لیے درخواست موصول ہونے پر، بورڈ کو درخواست کی صداقت اور درستگی اور اس میں موجود کسی بھی تفصیلات کی درستگی کے حوالے سے اپنی مرضی کے مطابق تحقیقات کرنی تھی۔

130. مزید یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ (8) کے تحت، اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے بنائے گئے اوقاف کی صورت میں، رجسٹریشن کے لیے ہر

درخواست کو آغاز کی تاریخ سے 3 ماہ کے اندر دینا ضروری تھا اور ایسے آغاز کے بعد بنائے گئے اوقاف کی صورت میں، وقف کے قیام کی تاریخ سے 3 ماہ کے اندر۔ جہاں تک ان اوقاف کا تعلق ہے جو پہلے سے موجود تھے، اس کے پروویزن کے پیش نظر، بورڈ کے قیام کی تاریخ سے 3 ماہ کی مدت کے اندر درخواست دی جا سکتی تھی جہاں وقف کے قیام کے وقت کوئی بورڈ موجود نہیں تھا۔

131. یہ بات مزید قابل ذکر ہے کہ اگرچہ اصل وقف ایکٹ نے رجسٹریشن کے لیے ایک تفصیلی طریقہ کار فراہم کیا تھا، اس نے دفعہ 87 کے تحت غیر رجسٹرڈ اوقاف کی طرف سے حقوق کے نفاذ پر بھی پابندی لگائی تھی۔ اگرچہ یہ دفعہ، جو غیر رجسٹرڈ ٹرسٹ کی طرف سے حقوق پر پابندی لگاتی ہے، 1995 سے 2013 تک موجود تھی، اسے 1 نومبر 2013 سے حذف کر دیا گیا۔

الف. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 4(a)(ix)

132. درخواست گزاروں کی طرف سے چیلنج کی جانے والی دفعات میں سے ایک متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 4(a)(ix) کے ذریعے اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) میں ترمیم ہے۔ ترمیم شدہ وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کا حوالہ دینا مناسب ہوگا، جویوں ہے:

"3. تعریفیں: اس ایکٹ میں، جب تک کہ سیاق و سباق میں دوسری صورت میں ضرورت نہ ہو، -، XXXX

(r(XXXXXXX) وقف" سے مراد کسی ایسے شخص کی طرف سے کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی مستقل وقف ہے جو کم از کم پانچ سال سے اسلام پر عمل پیرا ہونے کا مظاہرہ کر رہا ہو، ایسی جائیداد کی ملکیت رکھتا ہو اور ایسی جائیداد کی وقف میں کوئی چالاک شامل نہ ہو، کسی بھی مقصد کے لیے جو مسلم قانون کے مطابق نیک، مذہبی یا خیراتی ہو اور اس میں شامل ہے...."

133. درخواست گزاروں کا موقف ہے کہ وہ شرط جس کے تحت ایک وقف صرف اس شخص کے ذریعے بنایا جاسکتا ہے جو کم از کم 5 سال سے اسلام پر عمل پیرا ہونے کا مظاہرہ کر رہا ہو، مکمل طور پر امتیازی اور من مانی ہے۔ مزید یہ بھی موقف ہے کہ وہ پابندی جو یہ فراہم کرتی ہے کہ صرف ایسے شخص کی ملکیت والی جائیداد ہی وقف کی جاسکتی ہے، بھی من مانی ہے۔ آخر میں یہ موقف ہے کہ کسی ایسی جائیداد کی وقف پر پابندی جو ایسے شخص کی ملکیت نہ ہو، من مانی ہے۔

134. ہم سب سے پہلے اس دفعہ کے پہلے حصے سے نمٹیں گے جس میں کسی جائیداد کو وقف کرنے والے شخص کو یہ دکھانا یا مظاہرہ کرنا ضروری ہے کہ وہ کم از کم 5 سال سے اسلام پر عمل پیرا ہے۔

135. بادی النظر میں، ہماری رائے ہے کہ ایسی دفعہ کو من مانی یا امتیازی نہیں کہا جاسکتا۔

136. جیسا کہ ہم نے اوپر بحث کی ہے کہ 1923 کے اوائل میں ہی،



مقتنہ نے محسوس کیا تھا کہ یہ عام تھا کہ ایک وقف کو عوام صرف ایک "چالاک طریقہ" سمجھنے لگے تھے تاکہ قرض دہندگان کو شکست دینے اور عام طور پر ایک قابل قبول وقف کے پردے میں قانون سے بچنے کے لیے جائیداد کو باندھ دیا جائے۔ لہذا، کسی ایسے شخص کا امکان جو مسلم کمیونٹی سے تعلق نہیں رکھتا، صرف وقف ایکٹ کے تحفظ کا فائدہ اٹھانے کے لیے اسلامی مذہب اختیار کر لے تاکہ قرض دہندگان کو شکست دے سکے اور ایک قابل قبول وقف کے پردے میں قانون سے بچ سکے، اسے رد نہیں کیا جاسکتا۔

137. جیسا کہ ہم نے اوپر مشاہدہ کیا ہے، اس عدالت کے آئینی بیج نے شری رام کرشنا دالمیا (بالا) کے کیس میں، ایک قانونی دفعہ کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے، یہ فیصلہ دیا تھا کہ عدالت عام معلومات، عام رپورٹوں اور وقت کی تاریخ کو مد نظر رکھنے کی مجاز ہے۔

138. لہذا، یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بہت سے افراد، جو متعلقہ ذاتی قوانین کے تحت اپنی پہلی شادی کے دوران دوسری عورت سے شادی کرنے کے مجاز نہیں ہیں اور ایسے کیس میں دو شادیوں کے جرم کے لیے مقدمہ چلایا جاسکتا ہے، فوجداری جرم کی سختی سے بچنے کے لیے خود کو اسلامی مذہب میں تبدیل کر

لیتے ہیں۔

139. مسلمان وقف ایکٹ، 1923 کے مقاصد اور وجوہات کے بیان کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ 1923 کے اوائل میں ہی، ٹرسٹ کی جائیداد کا غلط استعمال اتنا عام پایا گیا تھا کہ ایک وقف کو عوام صرف ایک "چالاک طریقہ" سمجھنے لگے تھے تاکہ قرض دہندگان کو شکست دینے اور عام طور پر ایک قابل قبول وقف کے پردے میں قانون سے بچنے کے لیے جائیداد کو باندھ دیا جائے۔ اس طرح، وہ دفعہ جو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے نافذ کی گئی ہے

کہ صرف وہی افراد جو حقیقی معنوں میں اسلامی مذہب پر عمل پیرا ہیں اور جنہوں نے صرف قانون کی گرفت سے بچنے کے لیے اسلام قبول نہیں کیا ہے، انہیں وقف بنانے کی اجازت دی جائے، اسے من مانی نہیں کہا جا سکتا۔

140. لہذا، بادی النظر میں، ہماری رائے ہے کہ ایسی دفعہ جو کسی شخص کو وقف بنانے کے لیے 5 سال تک اسلام پر عمل پیرا ہونے کا تقاضا کرتی ہے، اسے من مانی نہیں کہا جا سکتا۔ جیسا کہ اوپر بحث کی گئی ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا حاصل کردہ مقصد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاہم، ہماری رائے ہے کہ چونکہ اب تک یہ معلوم کرنے کے لیے کوئی طریقہ کار یا طریقہ کار

فراہم نہیں کیا گیا ہے کہ آیا کوئی شخص کم از کم 5 سال سے اسلام پر عمل پیرا ہے یا نہیں، ایسی دفعہ کو فوری طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا، ہماری رائے ہے کہ جب تک مرکزی حکومت ترمیم شدہ وقف ایکٹ کی دفعہ 109 کے تحت اپنے قواعد بنانے کے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے قواعد نہیں بناتی، ترمیم شدہ وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کی دفعہ جو کسی شخص کو وقف بنانے کے مقصد کے لیے کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کو وقف کرنے کے لیے کم از کم 5 سال تک اسلام پر عمل پیرا ہونے کا مظاہرہ کرنے کا تقاضا کرتی ہے، اسے نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

141. دوسرا سوال اس دفعہ کے اس حصے کی قانونی حیثیت کے بارے میں ہے جس میں یہ تقاضا کیا گیا ہے کہ وہ جائیداد جسے مستقل طور پر وقف کے طور پر وقف کیا جانا ہے، صرف وہی جائیداد ہونی چاہیے جو اسے وقف کرنے والے شخص کی ملکیت ہو۔

142. یہ بات قابل ذکر ہے کہ ملاکی تصنیف "اصول محمدی قانون" 20 ویں ایڈیشن ("کے پیرا گراف 176 سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صرف ایک جائیداد کا "مالک" ہی وقف بنا سکتا ہے۔ مزید، سورہ البقرہ کے ذریعے خاص طور پر قرآنی آیات سے یہ دیکھا جا سکتا

ہے کہ وقف کے قیام کا تصور ہی خیرات پر مبنی ہے یعنی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا۔ کسی بھی صورت میں، خیرات کرنے کے لیے ایک شخص کو اپنی جائیداد یا اس کے زیر ملکیت رقم کی خیرات کرنی ہوگی۔ ایک شخص کسی تیسرے شخص کی ملکیت والی جائیداد یا رقم یا حکومت کی ملکیت والی جائیداد کی خیرات نہیں کر سکتا۔ اس صورتحال کے پیش نظر، ہماری بادی النظر میں رائے ہے کہ ایسی شرط کو من مانی نہیں کہا جا سکتا۔

ب. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 4(b)(ix)

143. اگلا چیلنج "وقف بذریعہ استعمال" سے متعلق شق یعنی اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کی شق (i) کو حذف کرنے کے حوالے سے ہے۔

144. ترمیم سے پہلے اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کا حوالہ دینا مناسب ہوگا، جو یوں ہے:

"3. تعریفیں:- (r) "وقف" سے مراد کسی بھی شخص کی طرف سے کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی مستقل وقف ہے جو مسلم قانون کے مطابق نیک، مذہبی یا خیراتی مقصد کے لیے ہو اور اس میں شامل ہے۔

(i) وقف بذریعہ استعمال لیکن ایسا وقف صرف اس وجہ سے وقف نہیں رہے گا کہ استعمال بند ہو گیا ہے، قطع نظر اس کے کہ یہ کتنی مدت کے لیے بند ہوا؛..... اور "واقف" سے مراد ایسا وقف کرنے والا

کوئی بھی شخص ہے۔"

145. درخواست گزاروں کا موقف ہے کہ "وقف بذریعہ استعمال" ایک ایسا تصور ہے جسے مسلم قانون کے تحت تسلیم کیا جاتا ہے اور اس دفعہ کو حذف کرنا من مانی ہے۔ اس کے برعکس، معزز سالیسٹر جنرل نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(i)(r) میں ترمیم کا صرف مستقبل پر اثر ہوگا۔

146. یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 36 نے اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں بنائے گئے ہر وقف کو رجسٹر کرانے کا تقاضا کیا تھا۔

147. جیسا کہ ہم نے اوپر بھی مشاہدہ کیا ہے، 1923 سے لے کر اب تک ہم نے جن تمام قوانین کا حوالہ دیا ہے، ان سب میں اوقاف کی رجسٹریشن کی شرط تھی۔ لہذا، ہماری رائے ہے کہ اگر متولی 102 سال تک وقف کو رجسٹر نہیں کرا سکے، جیسا کہ سابقہ دفعات کے تحت مطلوب تھا، تو وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ انہیں وقف کو جاری رکھنے کی اجازت دی جائے چاہے وہ رجسٹرڈ نہ ہوں۔

148. درخواست گزاروں کے معزز سینئر وکیل کی طرف سے یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ بہت سے معاملات میں وقف نامے دستیاب نہیں ہوں گے۔ تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ اصل وقف

ایکٹ کے تحت، رجسٹریشن کے لیے درخواست دائر کرنے کے لیے وقف نامے کی کاپی کا ساتھ ہونا لازمی نہیں تھا۔ اصل وقف ایکٹ کے تحت، یہ فراہم کیا تھا کہ اگر ایسا کوئی نامہ تیار نہیں کیا گیا تھا یا اس کی کاپی حاصل نہیں کی جاسکتی تھی، تو درخواست گزار کو معلوم تفصیلات، وقف کی اصل، نوعیت اور مقاصد کے بارے میں دی جاسکتی تھیں۔

149. لہذا، ہماری رائے ہے کہ اگر 30 طویل سالوں تک، متولیوں نے رجسٹریشن کے لیے درخواست نہ دینے کا انتخاب کیا تھا، تو انہیں یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ وہ دفعہ جواب درخواست کے ساتھ وقف نامے کی کاپی کا ساتھ ہونا لازمی قرار دیتی ہے، من مانی ہے۔ مزید، اگر مقننہ، وقف املاک کے غلط استعمال کو دیکھتے ہوئے، یہ محسوس کرتی ہے کہ متنازعہ ایکٹ کے نفاذ کے بعد تمام ایسی درخواستوں کے ساتھ وقف نامے کی کاپی ہونی چاہیے، تو اسے من مانی نہیں کہا جاسکتا۔

150. نہ صرف یہ، بلکہ ہماری یہ بھی رائے ہے کہ اگر مقننہ، 2025 میں، یہ محسوس کرتی ہے کہ "وقف بذریعہ استعمال" کے تصور کی وجہ سے، حکومت کی بہت بڑی جائیدادوں پر تجاوز کیا گیا ہے اور اس خطرے کو روکنے کے لیے، وہ اس دفعہ کو حذف کرنے کے اقدامات کرتی ہے، تو اس ترمیم کو، بادی النظر میں، من مانی

نہیں کہا جاسکتا۔

151. یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ دیکھتے ہوئے کہ آندھرا پردیش وقف بورڈ نے حکومت کی ہزاروں ایکڑ زمین کو وقف کی جائیداد کے طور پر نوٹیفائی کیا تھا، آندھرا پردیش کی ریاست کو آندھرا پردیش ہائی کورٹ میں اس نوٹیفکیشن کو چیلنج کرنے کے لیے درخواست دائر کرنی پڑی تھی۔ اس ہائی کورٹ نے اس درخواست کو خارج کر دیا تھا۔ اسے چیلنج کرتے ہوئے، آندھرا پردیش کی ریاست نے اس عدالت میں خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل دائر کی تھی جس کا فیصلہ اسٹیٹ آف آندھرا پردیش بمقابلہ آندھرا پردیش وقف بورڈ (بالا) کے کیس میں فیصلے اور حکم کے ذریعے کیا گیا۔ ریاست کی طرف سے دائر کردہ اپیل منظور کر لی گئی۔ ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے، اس عدالت نے چیلنج شدہ نوٹیفکیشن کو منسوخ کر دیا اور یہ فیصلہ دیا کہ زیر بحث زمینیں ریاست اور/یا کارپوریشن کے پاس ہیں۔

152. ایسے غلط استعمال کے واقعات کو دیکھتے ہوئے، اگر مقننہ یہ محسوس کرتی ہے کہ "وقف بذریعہ استعمال" کے تصور کو ختم کیا جانا چاہیے اور وہ بھی مستقبل پر اثر کے ساتھ، تو ہماری رائے میں، اسے بادی النظر میں من مانی نہیں کہا جاسکتا۔

کسی بھی صورت میں، جیسا کہ معزز سالیسٹر جنرل نے موقف اختیار کیا ہے، اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کی شق (i) کو حذف کرنا اس تاریخ سے نافذ ہوگا جس تاریخ سے متنازعہ ایکٹ نافذ ہوا ہے۔ لہذا، یہ دفعہ ماضی پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ لہذا، درخواست گزاروں کا یہ موقف کہ وقف میں شامل زمینیں حکومت ہتھیالے گی، بادی النظر میں بے بنیاد ہے۔

ج. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 5(ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3)

153. ایک اور دفعہ جسے چیلنج کیا جا رہا ہے وہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 ہے، جو یوں ہے:

"C.3 وقف کا غلط اعلان - 1(کوئی بھی سرکاری جائیداد جسے اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں وقف کی جائیداد کے طور پر شناخت یا اعلان کیا گیا ہو، اسے وقف کی جائیداد نہیں سمجھا جائے گا۔ 2(اگر کوئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسی کوئی جائیداد سرکاری جائیداد ہے، تو ریاستی حکومت، نوٹیفکیشن کے ذریعے، کلکٹر کے عہدے سے اوپر کے ایک افسر) جسے اس کے بعد نامزد افسر کہا جائے گا (کو) نامزد کر سکتی ہے، جو قانون کے مطابق تحقیقات کرے گا، اور یہ معلوم کرے گا کہ آیا ایسی جائیداد سرکاری جائیداد ہے یا نہیں اور اپنی رپورٹ ریاستی حکومت کو پیش کرے گا: بشرطیکہ ایسی جائیداد کو وقف کی جائیداد نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ نامزد افسر اپنی رپورٹ پیش نہ کرے۔

3(اگر نامزد افسر جائیداد کو سرکاری جائیداد قرار دیتا ہے، تو وہ ریونیو ریکارڈ میں ضروری اصلاحات کرے گا اور اس سلسلے میں ریاستی حکومت کو ایک رپورٹ پیش کرے گا۔



4) (ریاستی حکومت، نامزد افسر کی رپورٹ موصول ہونے پر، بورڈ کو ریکارڈ میں مناسب اصلاحات کرنے کی ہدایت دے گی۔"

154. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ 1) کے تحت یہ فراہم کیا گیا ہے کہ کوئی بھی سرکاری جائیداد جسے اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں وقف کی جائیداد کے طور پر شناخت یا اعلان کیا گیا ہو، اسے وقف کی جائیداد نہیں سمجھا جائے گا۔

155. یہ انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حکومت کی جائیداد عوام یعنی ہندوستان کے شہریوں کی جائیداد ہے۔ حکومت اپنے شہریوں کے لیے جائیداد کو امانت کے طور پر رکھتی ہے۔ کوئی بھی شخص جو ایسی جائیداد پر غلط قبضہ رکھتا ہے اسے یہ دعویٰ کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اس کی اپنی جائیداد ہے۔

156. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ 2) کے تحت یہ فراہم کیا گیا ہے کہ اگر کوئی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا ایسی کوئی جائیداد سرکاری جائیداد ہے، تو ریاستی حکومت، نوٹیفکیشن کے ذریعے، کلکٹر کے عہدے سے اوپر کے ایک افسر کو نامزد کر سکتی ہے، جو قانون کے مطابق تحقیقات کرے گا، اور یہ معلوم کرے گا کہ آیا ایسی جائیداد سرکاری جائیداد ہے یا نہیں

اور اپنی رپورٹ ریاستی حکومت کو پیش کرے گا۔ مزید، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ 2) کے پروویزن کے مطابق، ایسی جائیداد کو وقف کی جائیداد نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ نامزد افسر اس سلسلے میں اپنی رپورٹ پیش نہ کرے۔

157. جیسا کہ ہم نے اوپر بھی مشاہدہ کیا ہے، سرکاری جائیداد ہندوستان کے شہریوں کی جائیداد ہے جسے حکومت اپنے شہریوں کے لیے امانت کے طور پر رکھتی ہے۔ لہذا، ہماری رائے ہے کہ کسی جائیداد کے سرکاری جائیداد ہونے یا نہ ہونے کے سوال کا تعین کلکٹر کے عہدے سے اوپر کے ایک سینئر افسر کے ذریعے کیا جائے گا، جو اس سلسلے میں ریاستی حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کرے گا، بادی النظر میں اسے من مانی نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم، اسی وقت، ہماری رائے ہے کہ اس کی ذیلی دفعہ 2) کا پروویزن، کم از کم، بادی النظر میں قانون میں قابل قبول نہیں ہے۔

158. ہماری رائے ہے کہ ایک دفعہ، جس کے ذریعے نامزد افسر کے ذریعے یہ تحقیقات کرنے سے پہلے کہ آیا کوئی جائیداد سرکاری جائیداد ہے یا نہیں اور نامزد افسر کے ریاستی حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کرنے سے پہلے ہی، یہ فراہم کرنا کہ ایسی جائیداد کو

عبوری مدت میں وقف کی جائیداد نہیں سمجھا جاسکتا، کم از کم، بادی النظر میں من مانی ہے۔ اگر کوئی جائیداد پہلے ہی وقف کی جائیداد کے طور پر شناخت یا اعلان کی گئی ہے، تو اس سوال کا تعین کیے بغیر کہ آیا ایسی جائیداد سرکاری جائیداد ہے یا نہیں اور اس جائیداد کو وقف کی جائیداد نہ سمجھنا، ہماری بادی النظر میں رائے میں، من مانی ہے۔

159. اب ہم ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعات 3(اور)4(پر غور کریں گے۔

160. دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ 3(یہ فراہم کرتی ہے کہ اگر نامزد افسر جائیداد کو سرکاری جائیداد قرار دیتا ہے، تو وہ ریونیو ریکارڈ میں ضروری اصلاحات کرے گا اور اس سلسلے میں ریاستی حکومت کو ایک رپورٹ پیش کرے گا۔ اس کی ذیلی دفعہ 4(یہ فراہم کرتی ہے کہ ریاستی حکومت، نامزد افسر کی رپورٹ موصول ہونے پر، بورڈ کو ریکارڈ میں مناسب اصلاحات کرنے کی ہدایت دے گی۔

161. اگرچہ ہم نے بادی النظر میں ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3(1) اور C3(2) کی دفعات کو برقرار رکھا ہے، ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ کسی جائیداد کے عنوان کا تعین ایک ریونیو افسر کو سوچنا ہماری آئین میں شامل اختیارات کی علیحدگی کے اصول

کے مطابق نہیں ہوگا۔ ہماری رائے میں، کسی جائیداد کے عنوان کے تعین کا سوال ایک عدالتی یا نیم عدالتی اتھارٹی کے ذریعے حل کیا جانا چاہیے۔

162. اس مرحلے پر، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کا حوالہ

دینا مناسب ہوگا، جو یوں ہے:

"83. ٹریبونلز کا قیام، وغیرہ۔)1 (ریاستی حکومت، سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے، اتنے ٹریبونلز قائم کرے گی جتنے وہ مناسب سمجھے، کسی بھی تنازعہ، سوال یا وقف یا وقف کی جائیداد سے متعلق دیگر معاملات، کرایہ دار کی بے دخلی یا ایسی جائیداد کے پٹہ دار اور پٹہ گیر کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین کرنے کے لیے، اس ایکٹ کے تحت اور ایسے ٹریبونلز کی مقامی حدود اور دائرہ اختیار کا تعین کرے گی: بشرطیکہ کسی دوسرے ٹریبونل کو، نوٹیفکیشن کے ذریعے، اس ایکٹ کے مقاصد کے لیے ٹریبونل قرار دیا جا سکتا ہے۔

2) کوئی بھی متولی، وقف میں دلچسپی رکھنے والا شخص یا اس ایکٹ کے تحت یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت جاری کردہ حکم سے متاثر کوئی بھی دوسرا شخص، اس ایکٹ میں مخصوص مدت کے اندر یا جہاں ایسی کوئی مدت مخصوص نہیں کی گئی ہے، ایسی مدت کے اندر جو مقرر کی جائے، ٹریبونل کو وقف سے متعلق کسی بھی تنازعہ، سوال یا دیگر معاملے کے تعین کے لیے درخواست دے سکتا ہے:

بشرطیکہ اگر کوئی ٹریبونل موجود نہ ہو یا ٹریبونل کام نہ کر رہا ہو، تو کوئی بھی متاثرہ شخص براہ راست ہائی کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے۔

3) (جہاں ذیلی دفعہ)1 کے تحت دی گئی کوئی درخواست کسی وقف کی جائیداد سے متعلق ہو جو دو یا دو سے زیادہ ٹریبونلز کے دائرہ اختیار کی علاقائی حدود میں آتی ہو، ایسی درخواست اس ٹریبونل کو دی جا

سکتی ہے جس کے مقامی دائرہ اختیار میں وقف کا متولی یا متولیوں میں سے کوئی ایک واقعی اور رضاکارانہ طور پر رہتا ہو، کاروبار کرتا ہو یا ذاتی طور پر منافع کے لیے کام کرتا ہو، اور، جہاں ایسی کوئی درخواست مذکورہ بالا ٹریبونل کو دی جاتی ہے، تو دیگر ٹریبونل یا ٹریبونلز جن کا دائرہ اختیار ہو، ایسے تنازعہ، سوال یا دیگر معاملے کے تعین کے لیے کوئی درخواست قبول نہیں کریں گے:

بشرطیکہ ریاستی حکومت، اگر اس کی رائے ہو کہ وقف یا وقف میں دلچسپی رکھنے والے کسی دوسرے شخص یا وقف کی جائیداد کے مفاد میں یہ مناسب ہے کہ ایسی درخواست کو کسی دوسرے ٹریبونل کو منتقل کیا جائے جس کا ایسے وقف یا وقف کی جائیداد سے متعلق تنازعہ، سوال یا دیگر معاملے کے تعین کے لیے دائرہ اختیار ہو، تو ایسی درخواست کو کسی دوسرے ٹریبونل کو منتقل کر سکتی ہے جس کا دائرہ اختیار ہو، اور، ایسی منتقلی پر، جس ٹریبونل کو درخواست منتقل کی جاتی ہے وہ درخواست کو اس مرحلے سے نمٹے گا جو اس ٹریبونل میں پہنچا تھا جہاں سے درخواست منتقل کی گئی تھی، سوائے اس کے کہ جہاں ٹریبونل کی رائے ہو کہ انصاف کے مفاد میں درخواست کو نئے سرے سے نمٹنا ضروری ہے۔

(4) ہر ٹریبونل تین اراکین پر مشتمل ہوگا۔) الف) ایک شخص، جو ڈسٹرکٹ جج ہو یا رہا ہو، جو چیئرمین ہوگا؛) ب) ایک شخص، جو ریاستی حکومت کے جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے کے برابر کا افسر ہو یا رہا ہو۔ رکن؛) ج) ایک شخص جسے مسلم قانون اور فقہ کا علم ہو۔ رکن:

بشرطیکہ اس ایکٹ کے تحت قائم کردہ کوئی بھی ٹریبونل، وقف) ترمیمی) ایکٹ، 2025 کے آغاز سے پہلے، اس ایکٹ کے تحت چیئرمین اور اس کے اراکین کی مدت ملازمت ختم ہونے تک اسی طرح کام کرتا رہے گا۔

(4) الف) (قرری کی شرائط و ضوابط بشمول چیئرمین اور دیگر اراکین کو ادا کی جانے والی تنخواہیں اور الاؤنسز، سوائے ان افراد کے جو بحیثیت عہدہ رکن مقرر کیے گئے ہیں، ایسے ہوں گے جو مقرر کیے جائیں: بشرطیکہ چیئرمین اور رکن کی مدت ملازمت قرری کی تاریخ سے پانچ سال ہوگی یا جب تک وہ پینسٹھ

سال کی عمر کو نہیں پہنچ جاتے، جو بھی پہلے ہو۔

5( ٹریبونل کو ایک سول عدالت سمجھا جائے گا اور اسے وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو سول پروسیجر کوڈ، 1908) کا 5( کے تحت ایک سول عدالت کو حاصل ہو سکتے ہیں، جب وہ کسی مقدمے کی سماعت کر رہا ہو، یا کسی حکم یا ڈگری کو نافذ کر رہا ہو۔

6( سول پروسیجر کوڈ، 1908) کا 5( میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، ٹریبونل ایسے طریقہ کار کی پیروی کرے گا جو مقرر کیا جائے۔

7( ٹریبونل کا فیصلہ درخواست کے فریقین پر پابند ہوگا اور اسے ایک سول عدالت کے ذریعے جاری کردہ ڈگری کی قوت حاصل ہوگی۔

8( ٹریبونل کے کسی بھی فیصلے کا نفاذ سول عدالت کے ذریعے کیا جائے گا عدالت کو بھیجا جائے گا تاکہ سول پروسیجر کوڈ، 1908) کا 5( کی دفعات کے مطابق اس پر عمل درآمد کیا جاسکے۔

9( ٹریبونل کے حکم سے متاثر کوئی بھی شخص، ٹریبونل کے حکم کی وصولی کی تاریخ سے نوے دن کی مدت کے اندر ہائی کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے۔"

163. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کی ذیلی دفعہ 1) کے

تحت، ریاستی حکومت کو وقف یا وقف کی جائیداد سے متعلق کسی بھی تنازعہ، سوال یا دیگر معاملے کے تعین کے لیے اتنے ٹریبونلز قائم کرنا ضروری ہے۔ مزید یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ اس طرح قائم کردہ ٹریبونل کا دائرہ اختیار اتنا وسیع ہے کہ وہ کرایہ دار کی بے دخلی یا ایسی جائیداد کے پٹہ دار اور پٹہ گیر کے حقوق اور ذمہ داریوں کے تعین کے حوالے سے بھی مسائل کا

فیصلہ کر سکتا ہے۔ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کی ذیلی دفعہ (4) سے یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ٹریبونل تین اراکین پر مشتمل ایک ادارہ ہے۔ ان میں سے ایک شخص جو ڈسٹرکٹ جج ہو یا رہا ہو، جو چیئرمن ہوگا۔ دوسرا شخص جو ریاستی حکومت کے جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے کے برابر کا افسر ہو یا رہا ہو، جو رکن ہوگا۔ تیسرا شخص جسے مسلم قانون اور فقہ کا علم ہو، وہ بھی رکن ہوگا۔

164. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کی ذیلی دفعہ (9) سے یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ ٹریبونل کے حکم سے متاثر کوئی بھی شخص، ٹریبونل کے حکم کی وصولی کی تاریخ سے 90 دن کی مدت کے اندر ہائی کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے۔ لہذا، یہ واضح ہے کہ جائیداد کے عنوان کے تعین کے حوالے سے مسئلہ، کہ آیا وہ سرکاری جائیداد ہے یا نہیں، ٹریبونل کے ذریعے حتمی طور پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور ٹریبونل کے حکم سے متاثر کوئی بھی شخص دائرہ اختیار والی ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر سکتا ہے۔

165. لہذا، ہماری رائے ہے کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ (3) میں موجود دفعہ جو یہ فراہم کرتی ہے کہ نامزد افسر، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت تحقیقات کے بعد، جائیداد کو سرکاری جائیداد قرار دیتا ہے،

تو ریونیو ریکارڈ میں ضروری اصلاحات کی جائیں اور اس سلسلے میں ریاستی حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی جائے اور ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ 4 (میں موجود دفعہ جو ریاستی حکومت کو، نامزد افسر کی رپورٹ موصول ہونے پر، بورڈ کو ریکارڈ میں مناسب اصلاحات کرنے کی ہدایت دینے کا پابند کرتی ہے، بادی النظر میں من مانی ہے۔

166. جیسا کہ اوپر بحث کی گئی ہے، ریونیو افسر کو اختیارات کی علیحدگی کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی جائیداد کے عنوان کے تعین کا کام نہیں سونپا جاسکتا۔

167. لہذا، ہماری رائے ہے کہ وہ دفعہ جو تحقیقات کے اختتام کے بعد ریونیو ریکارڈ میں ضروری اصلاحات کرنے کی اجازت دیتی ہے اور وہ دفعہ جو ریاستی حکومت کو رپورٹ موصول ہونے پر بورڈ کو ریونیو ریکارڈ میں مناسب اصلاحات کرنے کی ہدایت دینے کے قابل بناتی ہے، بادی النظر میں من مانی ہے اور اسے روکا جانا چاہیے۔ تاہم، مساوات کو متوازن کرنے اور قیمتی سرکاری جائیدادوں کی حفاظت کے لیے، یہ بھی ضروری ہے کہ ٹریبونل کے ذریعے ایسے تعین تک، ایسے اوقاف کے متولی ایسی جائیدادوں کے حوالے سے کوئی تیسرے فریق کے حقوق پیدا نہ کریں جن کے لیے ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کے مطابق کارروائی شروع



کی گئی ہے، جب تک کہ ٹریبونل کا حتمی فیصلہ نہ ہو جائے۔

د. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 5) ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ D3)

168. اگلا مسئلہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ D3 کی قانونی

حیثیت کے حوالے سے ہے، جو یوں ہے:

"D.3 محفوظ یادگاریا محفوظ علاقے کو وقف قرار دینے کا باطل ہونا۔ اس ایکٹ کے تحت یا کسی بھی سابقہ ایکٹ کے تحت وقف کی جائیدادوں کے حوالے سے جاری کردہ کوئی بھی اعلان یا نوٹیفکیشن باطل ہوگا، اگر ایسی جائیداد قدیم یادگاروں کے تحفظ ایکٹ، 1904 (1904 کا 7) یا قدیم یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ایکٹ، 1958 (1958 کا 24) کے تحت محفوظ یادگاریا محفوظ علاقہ تھی، ایسے اعلان یا نوٹیفکیشن کے وقت۔"

169. اس سلسلے میں، یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم یادگاروں کے تحفظ ایکٹ، 1904 اور قدیم یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ایکٹ، 1958) اجتماعی طور پر "قدیم یادگاروں کے ایکٹ" کے طور پر حوالہ دیا گیا (کو قدیم یادگاروں کے تحفظ کے واضح مقصد کے لیے نافذ کیا گیا ہے۔ ایسی یادگاریں ہمارے ملک کے ثقافتی ورثے کا ایک اہم حصہ ہیں اور اس لیے انہیں تحفظ کی ضرورت ہے۔

170. یہ بات مزید قابل ذکر ہے کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ D3 کو اس لیے نافذ کیا گیا ہے کیونکہ JPCASI کے سامنے پیش ہوا اور یہ نشاندہی کی کہ یادگاروں کو وقف قرار دینے کی وجہ

سے انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ متولی ASI کے حکام کو ان یادگاروں کے تحفظ اور دیکھ بھال کے لیے اقدامات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا کہ، قدیم یادگاروں کے ایکٹ کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشنز اور مختلف وقف ایکٹ کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشنز کی وجہ سے، ASI کو اپنا کام انجام دینے میں مشکل پیش آرہی تھی کیونکہ متولی متوازی طور پر معاملات چلا رہے تھے۔

171. درخواست گزاروں کی طرف سے ہمارے سامنے پیش کی گئی دلیل یہ تھی کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ D3 کی وجہ سے، اسلامی مذہب پر عمل پیرا افراد کو اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے سے محروم کر دیا جائے گا۔ تاہم، ہماری رائے ہے کہ یہ دلیل بے بنیاد ہے۔

172. درخواست گزاروں کی طرف سے پیش کی جانے والی دلیل میں خامی قدیم یادگاروں اور آثار قدیمہ کے مقامات اور باقیات ایکٹ، 1958 کی دفعہ 5(6) میں موجود دفعہ سے دیکھی جا سکتی ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 5 کی ذیلی دفعہ 6(شہریوں کو اپنی روایتی مذہبی رسومات جاری رکھنے کی اجازت دیتی ہے چاہے ایسا علاقہ محفوظ یادگار ہو۔ اس صورتحال کے پیش نظر، ہمیں اس دفعہ کو روکنے کے لیے کوئی کیس نہیں ملتا۔

ہ۔ متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 5) ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ E3)

173. اگلا چیلنج ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ E3 کے حوالے سے

ہے، جویوں ہے:

"E.3 شیڈولڈ یا قبائلی علاقے میں کسی بھی زمین کو وقف قرار دینے پر پابندی - اس ایکٹ میں یا اس وقت نافذ کسی بھی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، آئین کے پانچویں شیڈول یا چھٹے شیڈول کی دفعات کے تحت شیڈولڈ قبائل کے اراکین سے تعلق رکھنے والی کوئی بھی زمین وقف کی جائیداد قرار نہیں دی جائے گی یا سمجھی نہیں جائے گی۔"

174. یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ دفعہ، جو ایک غیر رکاوٹ شق سے شروع ہوتی ہے، یہ فراہم کرتی ہے کہ آئین کے پانچویں شیڈول یا چھٹے شیڈول کی دفعات کے تحت شیڈولڈ قبائل کے اراکین سے تعلق رکھنے والی کوئی بھی زمین وقف کی جائیداد قرار نہیں دی جائے گی یا سمجھی نہیں جائے گی۔

175. یہ بات قابل ذکر ہے کہ عام طور پر شیڈولڈ قبائل اور، خاص طور پر، ملک کے شمال مشرقی علاقوں میں رہنے والے، جن پر آئین کے پانچویں اور چھٹے شیڈول لاگو ہوتے ہیں، معاشرے کے سب سے زیادہ پسماندہ اور کمزور طبقات میں سے ہیں اور انہیں آسانی سے استحصال کیا جاسکتا ہے۔ پانچواں شیڈول خود گورنر کو ایسے علاقوں میں شیڈولڈ قبائل کے لوگوں کے درمیان زمین کی منتقلی پر پابندی یا پابندیوں سمیت قواعد

بنانے کا اختیار دیتا ہے۔

176. نہ صرف یہ بلکہ مختلف قوانین جیسے اڑیسہ شیڈولڈ ایریاز ٹرانسفر آف امویبل پراپرٹی (بذریعہ شیڈولڈ قبائل) ریگولیشنز، 1956 آندھرا پردیش شیڈولڈ ایریاز لینڈ ٹرانسفر ریگولیشن، 1959 مہاراشٹر ریسٹوریشن آف لینڈز ٹو شیڈولڈ قبائل ایکٹ، 1974 اور کرناٹک شیڈولڈ کاسٹس اور شیڈولڈ قبائل پروہیشن آف ٹرانسفر آف سرٹن لینڈز ایکٹ، 1978 کو شیڈولڈ قبائل اور شیڈولڈ کاسٹس کے حقوق کے تحفظ کے لیے نافذ کیا گیا ہے۔ ایسے قوانین کی دفعات کو اس عدالت نے متعدد فیصلوں میں برقرار رکھا ہے جن میں امریندر پرتاپ سنگھ (بالا)، پی. رامی ریڈی (بالا)، آر. چندریوارپا (بالا)، اور لنگپا پوچنا اپیلور (بالا) کے کیسز شامل ہیں۔

177. یہ بات مزید قابل ذکر ہے کہ JPC نے محسوس کیا کہ ایسے متعدد کیسز تھے جن میں آئین کے پانچویں اور چھٹے شیڈول کے تحت آنے والے قبائلی علاقوں میں زمینوں کو وقف کی جائیداد کے طور پر اعلان کیا گیا تھا۔ مزید یہ بھی محسوس کیا گیا کہ ان علاقوں میں وقف کا اعلان ان ثقافتی اقلیتوں کے وجود کے لیے ایک سنگین خطرہ پیدا کر رہا تھا، جن کی مذہبی رسومات الگ ہیں اور جو اسلامی مذہب کے تحت مقرر کردہ مذہبی رسومات

کی پیروی نہیں کرتے۔ لہذا، JPC نے مشاہدہ کیا کہ آئین کے بانیوں کی طرف سے تصور کردہ تحفظات کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جانا چاہیے۔

178. لہذا، ہماری رائے ہے کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ D3 جیسی دفعہ، جسے ہمارے ملک کے سب سے زیادہ پسماندہ اور کمزور طبقات میں سے ایک یعنی شیڈولڈ قبائل کے مفادات کے تحفظ کے واضح مقصد کے ساتھ نافذ کیا گیا ہے، اسے حاصل کردہ مقصد سے کوئی تعلق نہیں کہا جاسکتا۔ ایسی دفعہ کو، لہذا، بادی النظر میں من مانی نہیں کہا جاسکتا کہ اسے روکا جاسکے۔

و. متنازعہ ایکٹ کی دفعات، 10، 12 اور 16

179. درخواست گزاروں کی طرف سے اٹھائے گئے اہم چیلنجوں میں سے ایک ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعات 9 اور 14 میں موجود دفعات کے حوالے سے ہے، جو یوں ہیں:

"9. مرکزی وقف کونسل کا قیام اور تشکیل۔" (مرکزی حکومت، سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے، ایک کونسل قائم کر سکتی ہے جسے مرکزی وقف کونسل کہا جائے گا، جس کا مقصد مرکزی حکومت، ریاستی حکومتوں اور بورڈز کو بورڈز کے کام اور اوقاف کے مناسب انتظام سے متعلق معاملات پر مشورہ دینا ہے۔

(A1) ذیلی دفعات (4) اور (5) کے تحت فراہم کردہ مسائل اور طریقے سے، ذیلی دفعہ (1) (میں مذکور

کونسل بورڈز کو ہدایات جاری کرے گی۔

2) (کونسل مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوگی)۔ الف) وقف کے انچارج مرکزی وزیر۔ چیئر پرسن، بحیثیت عہدہ؛ ب) پارلیمنٹ کے تین اراکین جن میں سے دو ایوان نمائندگان سے اور ایک ایوان بالا سے ہوگا؛ ج) مرکزی حکومت کی طرف سے مسلمانوں میں سے مقرر کیے جانے والے مندرجہ ذیل اراکین، یعنی:۔ (i) تین افراد جو آل انڈیا کردار اور قومی اہمیت رکھنے والی مسلم تنظیموں کی نمائندگی کریں؛ (ii) تین بورڈز کے چیئر پرسن باری باری؛ (iii) ایک شخص جو پانچ لاکھ روپے اور اس سے زیادہ کی سالانہ آمدنی والے وقف کے متولیوں کی نمائندگی کرے؛ (iv) تین افراد جو مسلم قانون میں ممتاز علماء ہوں؛ د) دو افراد جو سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جج رہے ہوں؛ (e) ایک قومی شہرت کا وکیل؛ و) (چار قومی شہرت کے افراد، ہر ایک انتظامیہ یا انتظام، مالی انتظام، انجینئرنگ یا فن تعمیر اور طب کے شعبوں سے؛ ز) (مرکزی وزارت یا محکمہ میں وقف کے معاملات سے نمٹنے والے حکومت ہند کے ایڈیشنل سیکرٹری یا جو انٹ سیکرٹری۔ رکن، بحیثیت عہدہ:

بشرطیکہ شق) ج) کے تحت مقرر کیے جانے والے دو اراکین خواتین ہوں:

بشرطیکہ مزید یہ کہ اس ذیلی دفعہ کے تحت مقرر کیے جانے والے دو اراکین، بحیثیت عہدہ اراکین کو چھوڑ کر، غیر مسلم ہوں گے۔

3) (کونسل کے اراکین کی مدت ملازمت، ان کے افعال کی انجام دہی میں پیروی کی جانے والی طریقہ کار، اور اراکین کے درمیان اتفاقی خالی آسامیوں کو پر کرنے کا طریقہ کار ایسا ہوگا جو مرکزی حکومت کے ذریعے بنائے گئے قواعد کے ذریعے مقرر کیا جائے۔

4) (ریاستی حکومت یا، جیسا کہ معاملہ ہو، بورڈ، کونسل کو ریاست میں وقف بورڈز کی کارکردگی کے بارے میں معلومات فراہم کرے گا، خاص طور پر ان کی مالی کارکردگی، سروے، وقف ناموں کی دیکھ بھال، ریونیو ریکارڈز، وقف کی جائیدادوں پر تجاوز، سالانہ رپورٹس اور آڈٹ رپورٹس اس طریقے اور وقت

میں جو کونسل کے ذریعے مخصوص کیا جائے اور یہ خود بخود بورڈ سے مخصوص مسائل پر معلومات طلب کر سکتا ہے، اگر اسے یقین ہو کہ بے قاعدگی یا اس ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی کا بادی النظر میں ثبوت موجود تھا اور اگر کونسل کو یقین ہو کہ ایسی بے قاعدگی یا ایکٹ کی خلاف ورزی ثابت ہو گئی ہے، تو یہ ایسی ہدایت جاری کر سکتا ہے جو مناسب سمجھی جائے، جس کی تعمیل متعلقہ بورڈ کو متعلقہ ریاستی حکومت کو اطلاع کے ساتھ کرنی ہوگی۔

(5) کونسل کے ذریعے ذیلی دفعہ (4) کے تحت جاری کردہ ہدایت سے پیدا ہونے والا کوئی بھی تنازعہ مرکزی حکومت کے ذریعے قائم کردہ ایک بورڈ آف ایڈجوڈیکیشن کو بھیجا جائے گا، جس کی صدارت سپریم کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج یا ہائی کورٹ کے ایک ریٹائرڈ چیف جسٹس کریں گے اور صدر افسر کو ادا کی جانے والی فیس اور سفری اور دیگر الاؤنسز ایسے ہوں گے جو اس حکومت کے ذریعے مخصوص کیے جائیں گے۔

.....

1. بورڈ کی تشکیل۔ (1) ایک ریاست اور قومی دارالحکومت دہلی کے لیے بورڈ، ریاستی حکومت کے ذریعے نامزد کیے جانے والے، گیارہ سے زیادہ اراکین پر مشتمل نہیں ہوگا، (الف) ایک چیئر پرسن؛ (ب) (i) ریاست سے پارلیمنٹ کا ایک رکن یا، جیسا کہ معاملہ ہو، قومی دارالحکومت دہلی؛ (ii) ریاستی مقننہ کا ایک رکن؛

(ج) (مسلم کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے مندرجہ ذیل اراکین، یعنی: (i) ایک لاکھ روپے اور اس سے زیادہ کی سالانہ آمدنی والے وقف کا ایک متولی؛ (ii) اسلامی الہیات کا ایک ممتاز عالم؛ (iii) بلدیات یا پنچایتوں سے دو یا زیادہ منتخب اراکین؛

بشرطیکہ اگر ذیلی شقوں (i) سے (iii) میں سے کسی بھی زمرے سے کوئی مسلم رکن دستیاب نہ ہو، تو ذیلی شق (iii) میں زمرے سے اضافی اراکین نامزد کیے جاسکتے ہیں؛

(د) دو افراد جنہیں کاروباری انتظام، سماجی کام، مالیات یا ریونیو، زراعت اور ترقیاتی سرگرمیوں میں

پیشہ ورانہ تجربہ ہو؛

(ہ) ریاستی حکومت کا جوائنٹ سیکرٹری جو وقف کے معاملات سے نمٹتا ہو، بحیثیت عہدہ؛

(و) متعلقہ ریاست یا یونین ٹیریٹری کی بارکونسل کا ایک رکن:

بشرطیکہ شق (ج) کے تحت مقرر کیے جانے والے بورڈ کے دو اراکین خواتین ہوں:

بشرطیکہ مزید یہ کہ اس ذیلی دفعہ کے تحت مقرر کیے جانے والے بورڈ کے کل اراکین میں سے دو، بحیثیت عہدہ اراکین کو چھوڑ کر، غیر مسلم ہوں گے:

بشرطیکہ یہ بھی کہ بورڈ میں شیعہ، سنی اور مسلم کمیونٹیز کے دیگر پسماندہ طبقات میں سے ہر ایک کا کم از کم ایک رکن ہوگا:

بشرطیکہ یہ بھی کہ بوہرا اور آغا خانی کمیونٹیز میں سے ہر ایک کا ایک رکن بورڈ میں نامزد کیا جائے گا اگر ان کے پاس ریاست یا یونین ٹیریٹری میں فعال اوقاف ہوں۔

بشرطیکہ یہ بھی کہ وقف (ترمیمی) ایکٹ، 2025 کے آغاز پر عہدہ رکھنے والے بورڈ کے منتخب اراکین اپنی مدت ملازمت ختم ہونے تک عہدہ پر برقرار رہیں گے۔

(2) مرکزی حکومت کا کوئی وزیر یا، جیسا کہ معاملہ ہو، ریاستی حکومت کا کوئی وزیر، بورڈ کا رکن نامزد نہیں کیا جائے گا۔

(3) یونین ٹیریٹری کی صورت میں، بورڈ ذیلی دفعہ (1) کے تحت مرکزی حکومت کے ذریعے نامزد کیے جانے والے پانچ سے کم اور سات سے زیادہ اراکین پر مشتمل نہیں ہوگا۔

.....

(6) شیعہ، سنی، بوہرا، آغا خانی یا مسلم کمیونٹیز کے دیگر پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے اراکین

کی تعداد کا تعین کرتے وقت، ریاستی حکومت یا، جیسا کہ معاملہ ہو، یونین ٹیریٹری کی صورت میں مرکزی حکومت بورڈ کے ذریعے انتظام کیے جانے والے شیعہ، سنی، بوہرا، آغا خانی اور مسلم اوقاف کے دیگر



پسماندہ طبقات کی تعداد اور قدر کو مد نظر رکھے گی اور اراکین کی تقرری، جہاں تک ممکن ہو، ایسے تعین کے مطابق کی جائے گی۔

.....

(9) بورڈ کے اراکین کو ریاستی حکومت سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے مقرر کرے گی۔"

180. درخواست گزاروں کا موقف ہے کہ اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کی دفعات کو اس طرح ترمیم کیا گیا ہے کہ اب یہ مرکزی وقف کونسل کی تشکیل کی اجازت دیتی ہے جہاں غیر مسلم اراکین اکثریت میں ہوں گے۔ اسی طرح، یہ موقف ہے کہ دفعہ 14 کی دفعات

ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کی دفعات، جو ایک ریاست اور قومی دارالحکومت دہلی کے لیے بورڈ کی تشکیل سے متعلق ہے، اب اراکین کی اکثریت کو غیر مسلم ہونے کی اجازت دیتی ہے۔ لہذا، درخواست گزاروں کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ یہ غیر مسلموں کی طرف سے اوقاف کے مذہبی معاملات میں براہ راست مداخلت کے مترادف ہوگا۔

181. اس کے برعکس، حکومت ہند کی طرف سے پیش ہونے والے

معزز سالیسٹر جنرل کا موقف ہے کہ مرکزی وقف کونسل کے حوالے سے غیر مسلم اراکین کی تعداد 4 سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور بورڈ کے حوالے سے 3 سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ معزز سالیسٹر جنرل نے یہ بھی موقف اختیار کیا ہے کہ کونسل اور بورڈ کے ذریعے استعمال کیے جانے والے افعال بڑی حد تک سیکولر نوعیت کے ہیں۔ مزید یہ بھی موقف ہے کہ ان کے اختیارات اور فرائض اوقاف

کے روزمرہ کے کام سے متعلق نہیں ہیں بلکہ صرف غیر مذہبی / سیکولر سرگرمیوں پر عمومی پالیسی وضع کرنے سے متعلق ہیں۔ لہذا، یہ موقف ہے کہ متنازعہ ایکٹ کی دفعات جو اصل وقف ایکٹ کی دفعات 9 اور 14 میں ترمیم کرتی ہیں، مذہبی رسومات میں کسی بھی مداخلت کے مترادف نہیں ہوں گی۔

182. اگرچہ معزز سالیسٹر جنرل نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کونسل میں غیر مسلم اراکین کی تعداد 4 سے زیادہ نہیں ہوگی، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کے سادہ مطالعے سے، بادی النظر میں، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کونسل کے حوالے سے، 22 میں سے 12 اراکین غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔ یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ 2 (کی شقوں) الف، ب، د، ہ، و، ز کے تحت آنے والے زمروں کے حوالے سے، یہ فراہم نہیں کیا گیا ہے کہ ان زمروں سے اراکین مسلمانوں میں سے ہونے چاہئیں۔ یہ صرف ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ 2 (کی شق ج) کے تحت آنے والے زمرے میں ہوگا، جہاں یہ ضروری ہے کہ اراکین مسلمانوں میں سے ہوں۔

183. اسی طرح، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت بورڈ کے حوالے سے، بادی النظر میں، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ 11 میں سے 7 اراکین غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔ یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ترمیمی

وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ 1 (کی شقوں) الف،  
 ب، د، ہ، و) کے تحت آنے والے زمروں کے حوالے سے، یہ  
 شرط نہیں ہے کہ اراکین مسلم کمیونٹی سے ہونے چاہئیں۔ یہ  
 صرف ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ 1 (کی  
 شق) ج کے تحت آنے والے زمرے میں ہے، جہاں یہ ضروری ہے کہ  
 ایک رکن مسلم کمیونٹی سے ہو۔

184. تاہم، ہم اس مرحلے پر غیر مسلم اراکین کی شمولیت کے  
 مذہبی رسومات میں مداخلت کے مترادف ہونے کے سوال میں  
 نہیں جانا چاہتے، کیونکہ معزز سالیسٹر جنرل نے ایک واضح بیان  
 دیا ہے کہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت فراہم کردہ  
 کونسل میں غیر مسلم اراکین کی تعداد 4 سے زیادہ نہیں ہوگی  
 اور ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت فراہم کردہ بورڈ  
 میں ان کی تعداد 3 سے زیادہ نہیں ہوگی۔

185. تاہم، کسی بھی ابہام سے بچنے کے لیے، ہم یہ ہدایت جاری  
 کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ مرکزی وقف کونسل میں غیر مسلم  
 اراکین کی تعداد 4 سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے اور بورڈ کے حوالے  
 سے 3 غیر مسلم اراکین سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

186. اگلا چیلنج ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 23 کے حوالے سے  
 ہے، جو یوں ہے:

"23. چیف ایگزیکٹو آفیسر کی تقرری اور اس کی مدت ملازمت اور دیگر شرائط - (1) (بورڈ کا ایک کل وقتی چیف ایگزیکٹو آفیسر ہوگا جسے ریاستی حکومت مقرر کرے گی اور جو ریاستی حکومت کے جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے سے کم نہیں ہوگا۔]

(2) (چیف ایگزیکٹو آفیسر کی مدت ملازمت اور دیگر شرائط ایسی ہوں گی جو مقرر کی جائیں۔

(3) (چیف ایگزیکٹو آفیسر بورڈ کا بحیثیت عہدہ سیکرٹری ہوگا اور بورڈ کے انتظامی کنٹرول میں ہوگا۔"

187. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 23 چیف ایگزیکٹو آفیسر کی تقرری اور اس کی مدت ملازمت اور دیگر شرائط کا انتظام کرتی ہے۔ اس کی ذیلی دفعہ (1) (یہ فراہم کرتی ہے کہ بورڈ کا ایک کل وقتی چیف ایگزیکٹو آفیسر ہوگا جسے ریاستی حکومت مقرر کرے گی اور جو ریاستی حکومت کے جوائنٹ سیکرٹری کے عہدے سے کم نہیں ہوگا۔ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 23 کی ذیلی دفعہ (3) (یہ فراہم کرتی ہے کہ چیف ایگزیکٹو آفیسر بورڈ کا

188. اس سلسلے میں، درخواست گزاروں کا موقف ہے کہ ایک غیر مسلم شخص کو بھی بورڈ کا چیف ایگزیکٹو آفیسر مقرر کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ بھی موقف ہے کہ ایک غیر مسلم کو چیف ایگزیکٹو آفیسر بننے کی اجازت دینا اسے اقلیتی کمیونٹی کے مذہبی معاملات میں براہ راست مداخلت کرنے کی اجازت دینا

ہوگا۔

189. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کی ذیلی دفعہ (1) کی (ش) (کا) مطالعہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بورڈ کے بحیثیت عہدہ اراکین میں سے ایک ریاستی حکومت کا جو انٹ سیکرٹری ہونا چاہیے جو وقف کے معاملات سے نمٹتا ہو۔ مزید یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ بورڈ کا چیف ایگزیکٹو آفیسر، جو بورڈ کا بحیثیت عہدہ سیکرٹری بھی ہوگا، ریاستی حکومت کا ایک افسر ہوگا اور وہ ریاستی حکومت کے جو انٹ سیکرٹری کے عہدے پر بھی فائز ہوگا جو وقف کے معاملات سے نمٹتا ہے۔ عام طور پر، چیف ایگزیکٹو آفیسر کے عہدے پر فائز شخص عام طور پر مسلم کمیونٹی سے تعلق رکھنے والا شخص ہوگا۔ کسی بھی صورت میں، جیسا کہ ہم نے پہلے ہی ہدایت دینے کی تجویز پیش کی ہے کہ بورڈ میں، جو 11 اراکین پر مشتمل ہے، صرف 3 غیر مسلم اراکین کو اجازت دی جا سکتی ہے؛ ہماری رائے ہے کہ، اگرچہ، بحیثیت عہدہ سیکرٹری ایک غیر مسلم ہے، اس سے بورڈ کے کام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ چیف ایگزیکٹو آفیسر بورڈ کے

مجموعی کنٹرول میں اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دے گا۔ بورڈ میں، 11 اراکین میں سے، 8 یا اس سے زیادہ اراکین مسلم کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ اس طرح، بورڈ کے 2/3 سے

زیادہ اراکین یعنی بورڈ کی اکثریت مسلم اراکین پر مشتمل ہوگی۔ لہذا، ہمیں اس دفعہ کو روکنے کے لیے بادی النظر میں کوئی کیس نہیں ملتا۔ تاہم، ایک رائے تھی کہ جلد از جلد ایک ایسے چیف ایگزیکٹو آفیسر کو مقرر کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے جو مسلم کمیونٹی سے تعلق رکھتا ہو۔

## ز. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 21

190. اگلا چیلنج ہر وقف کی رجسٹریشن کے حوالے سے ہے جو ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کے تحت ضروری ہے، جو یوں ہے:

"36. رجسٹریشن (-) 1) ہر وقف، چاہے اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں بنایا گیا ہو، بورڈ کے دفتر میں رجسٹرڈ ہوگا۔

(A1) وقف) ترمیمی (ایکٹ، 2025 کے آغاز سے، کوئی بھی وقف وقف نامے کے بغیر نہیں بنایا جائے گا۔  
(2) رجسٹریشن کے لیے درخواست متولی کے ذریعے دی جائے گی:

بشرطیکہ ایسی درخواستیں وقف یا اس کے وارثوں یا وقف کے مستفید یا کسی بھی مسلمان کے ذریعے دی جا سکتی ہیں جو اس فرقے سے تعلق رکھتا ہو جس سے وقف تعلق رکھتا ہے۔

(3) رجسٹریشن کے لیے درخواست بورڈ کو پورٹل اور ڈیٹابیس کے ذریعے دی جائے گی اور اس میں مندرجہ ذیل تفصیلات شامل ہوں گی:-

(الف) وقف کی جائیدادوں کی ایک تفصیل جو اس کی شناخت کے لیے کافی ہو؛ ب) ایسی جائیدادوں

سے سالانہ مجموعی آمدنی؛ ج) وقف کی جائیدادوں کے حوالے سے سالانہ قابل ادائیگی زمین کا ریونیو، سیس، ریٹس اور ٹیکس؛ د) وقف کی جائیدادوں کی آمدنی کی وصولی میں سالانہ ہونے والے اخراجات کا تخمینہ؛ ہ) وقف کے تحت مقرر کردہ رقم - i) متولی کی تنخواہ اور افراد کو الاؤنسز؛ ii) خالصتاً مذہبی مقاصد؛ iii) خیراتی مقاصد؛ اور iv) کوئی دوسرے مقاصد؛

و) کوئی دوسری تفصیلات جو مرکزی حکومت کے ذریعے مقرر کی جائیں۔

4) ہر ایسی درخواست کے ساتھ وقف نامے کی ایک کاپی منسلک ہوگی۔

5) (ذیلی دفعہ 2) کے تحت دی گئی ہر درخواست پر درخواست گزار کے ذریعے دستخط کیے جائیں گے اور اس کی تصدیق کی جائے گی جس طرح سول پروسیجر کوڈ، 1908 (1908 کا 5) میں درخواستوں پر دستخط اور تصدیق کے لیے فراہم کیا گیا ہے۔

6) بورڈ درخواست گزار سے کوئی بھی مزید تفصیلات یا معلومات فراہم کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے جو وہ ضروری سمجھے۔

7) رجسٹریشن کے لیے درخواست موصول ہونے پر، بورڈ درخواست کو دائرہ اختیار رکھنے والے کلکٹر کو بھیجے گا تاکہ درخواست کی صداقت اور درستگی اور اس میں موجود کسی بھی تفصیلات کی درستگی کی تحقیقات کرے اور بورڈ کو ایک رپورٹ پیش کرے:

بشرطیکہ اگر درخواست وقف کا انتظام کرنے والے شخص کے علاوہ کسی اور شخص نے دی ہو، تو بورڈ کو وقف کو رجسٹر کرنے سے پہلے وقف کا انتظام کرنے والے شخص کو درخواست کا نوٹس دینا ضروری ہوگا اور اگر وہ سننا چاہے تو اسے سماعت کا موقع دیا جائے گا۔

(A7) جہاں کلکٹر اپنی رپورٹ میں یہ ذکر کرتا ہے کہ جائیداد، مکمل یا جزوی طور پر، تنازعہ میں ہے یا سرکاری جائیداد ہے، تو ایسی جائیداد کے اس حصے کے حوالے سے وقف رجسٹرڈ نہیں ہوگا، جب تک کہ تنازعہ ایک مجاز عدالت کے ذریعے فیصلہ نہ کیا جائے۔

(8) اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے بنائے گئے اوقاف کی صورت میں، رجسٹریشن کے لیے ہر درخواست کو، ایسے آغاز سے تین ماہ کے اندر دینا ضروری ہوگا اور ایسے آغاز کے بعد بنائے گئے اوقاف کی صورت میں، وقف کے قیام کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر:

(9) (بورڈ، وقف کو رجسٹر کرنے پر، پورٹل اور ڈیٹابیس کے ذریعے وقف کو رجسٹریشن کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا۔

(10) اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق رجسٹرڈ نہ ہونے والے کسی بھی وقف کی طرف سے کسی بھی حق کے نفاذ کے لیے کوئی بھی مقدمہ، اپیل یا دیگر قانونی کارروائی، وقف (ترمیمی) ایکٹ، 2025 کے آغاز سے چھ ماہ کی مدت کے بعد کسی بھی عدالت کے ذریعے دائر یا شروع یا سنا، مقدمہ چلایا یا فیصلہ نہیں کیا جائے گا:

بشرطیکہ ایسی درخواست کو عدالت ایسے مقدمے، اپیل یا دیگر قانونی کارروائیوں کے حوالے سے اس ذیلی دفعہ کے تحت مخصوص چھ ماہ کی مدت کے بعد بھی قبول کر سکتی ہے، اگر درخواست گزار عدالت کو مطمئن کرتا ہے کہ اس کے پاس ایسی مدت کے اندر درخواست نہ دینے کی کافی وجہ تھی۔"

191. جیسا کہ اوپر بحث کی گئی ہے، رجسٹریشن کی شرط پہلی بار 2025 میں نہیں آئی ہے۔ 1923 سے لے کر، یہ شرط وقف کی جائیدادوں سے متعلق تمام قوانین میں مسلسل پائی گئی ہے۔



تاہم، اب رجسٹریشن کی شرط کو ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ (10) کے شامل ہونے کی وجہ سے چیلنج کیا جا رہا ہے۔

193. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ (10) کو چیلنج کرنے کے حوالے سے، یہ بات قابل ذکر ہے کہ 1923 کے ایکٹ کے مقاصد اور وجوہات کا بیان خودیہ ظاہر کرتا ہے کہ وقف ایکٹ کی دفعات کا کس طرح غلط استعمال کیا جا رہا تھا تاکہ قرض دہندگان کے دعوے کو مسترد کیا جاسکے اور قانونی کارروائیوں سے بچا جاسکے۔ نہ صرف یہ، بلکہ مرکزی حکومت کے ذریعے 1969-70 میں مقرر کردہ وقف انکوائری کمیٹی نے بھی بمبئی پبلک ٹرسٹ ایکٹ، 1950 کی دفعہ E55 کے مشابہ ایک دفعہ لانے کی سفارش کی تھی تاکہ متولیوں کو قانون سے بھاگنے سے روکا جاسکے۔ مزید یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ 1954 کے ایکٹ میں وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1984 کے ذریعے ایک ایسی ہی دفعہ نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تھی، تاہم، مختلف وجوہات کی بنا پر، اسے نافذ نہیں کیا جاسکا۔ لہذا، ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی دفعہ، امتیازی ہونے کے بجائے، اس کے برعکس، حقوق کے نفاذ کے لیے دائر کیے گئے مقدمات وغیرہ کے حوالے سے دیگر اسی طرح کے قوانین کے تحت چلنے والے دیگر ٹرسٹ کے برابر وقف کے حقوق کو لاتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایسی دفعہ اصل

وقف ایکٹ کی دفعہ 87 (1995 سے 2013 تک موجود تھی۔ تاہم،  
وقف) ترمیمی (ایکٹ، 2013 کے ذریعے اسے حذف کر دیا گیا۔  
کسی بھی صورت میں، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی

ذیلی دفعہ 10) خود متنازعہ ایکٹ کے آغاز سے 6 ماہ کی مدت  
فراہم کرتی ہے۔ اس طرح، ہماری رائے ہے کہ غیر رجسٹرڈ اوقاف کو  
خود کو رجسٹر کرانے کے لیے کافی وقت دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ،  
ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 36 کی ذیلی دفعہ 10) کا پروویژن  
یہ فراہم کرتا ہے کہ ایسی درخواست کو عدالت ایسے مقدمے  
وغیرہ کے ذریعے اس ذیلی دفعہ کے تحت مخصوص چھ ماہ کی  
مدت کے بعد بھی قبول کر سکتی ہے اگر درخواست گزار کافی  
وجہ بتاتا ہے۔ لہذا، ہماری بادی النظر میں رائے ہے کہ ایسی دفعہ  
کو من مانی یا امتیازی نہیں کہا جا سکتا۔

### ح. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 43

193. ایک اور چیلنج اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 104 میں ترمیم  
کے حوالے سے ہے جس کے ذریعے دفعہ 104 کی دفعات، جو 29  
اکتوبر 2013 کو 1 نومبر 2013 سے نافذ کی گئی تھیں، حذف کر  
دی گئی ہیں۔

194. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 104 کا حوالہ دینا مناسب ہوگا،

جو یوں ہے:

"104. ان جائیدادوں پر ایکٹ کا اطلاق جو اسلام پر عمل پیرانہ ہونے والے افراد نے بعض اوقاف کی

حمایت

کے لیے دی یا عطیہ کی ہیں۔ اس ایکٹ میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود جہاں کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کو اسلام پر عمل پیرانہ ہونے والے کسی بھی شخص نے کسی وقف کی حمایت کے لیے دیا یا عطیہ کیا ہو۔

(الف) ایک مسجد، عیدگاہ، امام باڑہ، درگاہ، خانقاہ یا مقبرہ؛ (ب) ایک مسلم قبرستان؛ (ج) ایک چولٹری یا مسافر خانہ،

تو ایسی جائیداد کو اس وقف میں شامل سمجھا جائے گا اور اس کے ساتھ اسی طرح نمٹا جائے گا جس طرح اس وقف میں شامل ہے۔"

195. درخواست گزاروں کا موقف ہے کہ کوئی بھی شخص، جو اسلام پر عمل پیرا نہیں ہے اور کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتا ہے، کو بھی مختلف مقاصد کے لیے وقف کی حمایت کے لیے اپنی جائیداد دے کر یا عطیہ کر کے وقف بنانے کا حق تھا۔ یہ موقف ہے کہ ایسی جائیداد کے دیے جانے یا عطیہ کیے جانے پر، جائیداد کو اس وقف میں شامل سمجھا جاتا تھا اور اس کے ساتھ اسی طرح نمٹا جاتا تھا جس طرح اس وقف میں شامل ہے۔ لہذا، یہ موقف ہے کہ اس دفعہ کو حذف کرنا جو اسلام پر عمل پیرانہ ہونے والے شخص کو ٹرسٹ بنانے کی اجازت دیتی

ہے، من مانی ہے۔

196. ہماری رائے میں، درخواست گزاروں کی طرف سے اس سلسلے میں پیش کی گئی دلیلیں خود متضاد ہیں۔

197. ایک طرف، درخواست گزاروں کا موقف ہے کہ وقف اسلامی مذہب کے لیے مخصوص ہے۔ اگر ایسا ہے، تو اس دفعہ کو حذف کرنا جو اسلام پر عمل پیرا نہ ہونے والے شخص کو وقف کے مقصد کے لیے اپنی جائیداد دینے یا عطیہ کرنے کی اجازت دیتی تھی، اسے من مانی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ درخواست گزاروں کے مطابق بھی وقف اسلامی مذہب کے لیے مخصوص ہے۔ کسی بھی صورت میں، اگر ایسا شخص اپنی جائیداد عطیہ کرنا چاہتا ہے، تو وہ اسے کسی ٹرسٹ کو دے کر یا عطیہ کر کے یا اصل

وقف ایکٹ کی دفعہ 104 میں شامل کسی بھی مقصد کے لیے ایک ٹرسٹ بنا کر کر سکتا ہے۔ مزید، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ترمیم ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3(r) کے تحت وقف کی تعریف کے مطابق بنانے کے لیے لائی گئی ہے، جو یہ فراہم کرتی ہے کہ وقف صرف اس شخص کے ذریعے بنایا جاسکتا ہے جو کم از کم پانچ سال سے اسلام پر عمل پیرا ہونے کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ لہذا، ہم بادی النظر میں اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 104 کو حذف کرنا من مانی نہیں پاتے۔

## ط. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 44

198. اگلی شکایت ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 107 کے حوالے

سے ہے، جویوں ہے:

"107. ایکٹ 36 آف 1963 کا اطلاق - وقف) ترمیمی (ایکٹ، 2025 کے آغاز سے، لیمیٹیشن ایکٹ، 1963

کسی بھی دعوے یا مفاد سے متعلق کسی بھی کارروائی پر لاگو ہوگا جو وقف میں شامل غیر منقولہ جائیداد سے متعلق ہو۔"

199. ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 107 یہ فراہم کرتی ہے کہ متنازعہ ایکٹ کے آغاز سے، لیمیٹیشن ایکٹ، 1963 کسی بھی دعوے یا مفاد سے متعلق کسی بھی کارروائی پر لاگو ہوگا جو وقف میں شامل غیر منقولہ جائیداد سے متعلق ہو۔

200. درخواست گزاروں کا موقف ہے کہ اس دفعہ کو متنازعہ ایکٹ کے ذریعے ترمیم کرنے سے پہلے، لیمیٹیشن ایکٹ، 1963 کی دفعات کسی بھی وقف میں شامل غیر منقولہ جائیداد کے قبضے کے لیے یا ایسی جائیداد میں کسی بھی مفاد کے قبضے کے

لیے کسی بھی مقدمے پر لاگو نہیں ہوتی تھیں۔ لہذا، درخواست گزاروں کی طرف سے یہ موقف ہے کہ ایسی دفعہ جو لیمیٹیشن ایکٹ، 1963 کو وقف میں شامل غیر منقولہ جائیداد سے متعلق کسی بھی دعوے یا مفاد کے دائرہ کرنے پر پابندیاں لگاتی ہے، آئین

کی خلاف ورزی ہے۔

آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی ہے کیونکہ یہ من مانی ہے۔

201. تاہم، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ لیمیٹیشن ایکٹ،

1963، جو بصورت دیگر غیر منقولہ جائیداد سے متعلق کسی

بھی دعوے یا مفاد کے حوالے سے کسی بھی دوسری کارروائی پر

لاگو ہوتا ہے، اور جسے اب وقف میں شامل غیر منقولہ جائیداد

سے متعلق دعوے یا مفاد پر لاگو کیا جا رہا ہے، اسے من مانی

کیسے کہا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس، ہماری رائے ہے کہ یہ

درحقیقت اس امتیاز کو ختم کرتا ہے جو پہلے غیر تر میم شدہ

ایکٹ میں فراہم کیا گیا تھا۔

202. اس صورتحال کے پیش نظر، درخواست گزاروں نے اس

دفعہ کے حوالے سے روک لگانے کا کوئی بادی النظر میں کیس

نہیں بنایا ہے۔

ی. متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 45

203. اگلا چیلنج اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 108 میں تر میم کے

حوالے سے ہے، جس کے ذریعے خالی شدہ وقف کی جائیدادوں کے

حوالے سے ایک خصوصی دفعہ بنائی گئی تھی، جو اب حذف کر

دی گئی ہے۔

204. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ 108 کا حوالہ دینا مناسب ہوگا،

جویوں ہے:

"108. خالی شدہ وقف کی جائیدادوں کے حوالے سے خصوصی دفعہ - اس ایکٹ کی دفعات لاگو ہوں گی، اور ہمیشہ لاگو سمجھی جائیں گی، کسی بھی خالی شدہ جائیداد کے حوالے سے جو ایڈمنسٹریشن آف ایوکیو پراپرٹی ایکٹ، 1950 (1950) کا 31 (کی دفعہ 2 کی شق) ف (کے معنی میں ہو، جو اس معنی میں ایسی خالی شدہ جائیداد بننے سے فوراً پہلے کسی وقف میں شامل جائیداد تھی اور، خاص طور پر، ایسی کسی بھی جائیداد کی کسی بورڈ کو سپردگی) چاہے کسی دستاویز کی منتقلی کے ذریعے یا کسی دوسرے طریقے سے اور چاہے عام طور پر یا مخصوص مقصد کے لیے (جو اس ایکٹ کے آغاز سے پہلے ایڈمنسٹریشن آف ایوکیو پراپرٹی ایکٹ، 1950 کے تحت کسٹوڈین کی ہدایات کے مطابق کی گئی تھی، اس کا اثر ہوگا، اور ہمیشہ اثر سمجھا جائے گا، اس ایکٹ کی کسی بھی دوسری دفعہ میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود، گویا ایسی سپردگی نے -

(الف) ایسی جائیداد کو ایسے بورڈ میں اسی طرح اور اسی اثر کے ساتھ شامل کیا ہو جس طرح ایڈمنسٹریشن آف ایوکیو پراپرٹی ایکٹ، 1950 (1950) کا 31 (کی دفعہ 11 کی ذیلی دفعہ) 1 (کے مقاصد کے لیے ایسی جائیداد کے ایک ٹرسٹ میں، ایسی سپردگی کی تاریخ سے، اور

(ب) (ایسے بورڈ کو متعلقہ وقف کا براہ راست انتظام سنبھالنے کا اختیار دیا ہو جب تک وہ ضروری سمجھے۔"

205. یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ دفعہ اس وقت شامل کی گئی تھی جب ایڈمنسٹریشن آف ایوکیو پراپرٹی ایکٹ، 1950 موجود تھا۔ تاہم، اب یہ ایکٹ خود منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اس صورتحال

کے پیش نظر، متنازعہ ایکٹ کی دفعہ 45 اصل وقف ایکٹ سے  
دفعہ 108 کو حذف کرتی ہے کیونکہ ایڈمنسٹریشن آف ایواکیو  
پراپرٹی ایکٹ، 1950 کی منسوخی کے بعد، یہ دفعہ بے کار ہو گئی  
ہے۔

206. اگلا موقف اصل وقف ایکٹ کی دفعہ A108 کی دفعات کو  
حذف کرنے کے حوالے سے ہے۔ اس دفعہ کا حوالہ دینا مناسب  
ہوگا، جویوں ہے:

"108 الف. ایکٹ کا بالادست اثر ہونا۔ اس ایکٹ کی دفعات کا بالادست اثر ہوگا، اس کے برعکس کسی  
بھی دوسرے قانون میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود جو اس وقت نافذ ہو یا کسی بھی دستاویز میں  
جو اس ایکٹ کے علاوہ کسی بھی قانون کی وجہ سے اثر رکھتی ہو۔"

207. اصل وقف ایکٹ کی دفعہ A108 کے مطابق، متنازعہ ایکٹ  
کے نافذ ہونے سے پہلے، اصل وقف ایکٹ کی دفعات کا بالادست  
اثر ہونا تھا، اس کے برعکس کسی بھی دوسرے قانون میں  
موجود کسی بھی چیز کے باوجود جو اس وقت نافذ ہو یا کسی  
بھی دستاویز میں جو اصل وقف ایکٹ کے علاوہ کسی بھی  
قانون کی وجہ سے اثر رکھتی ہو۔ یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ  
دفعہ پہلی بار 29 اکتوبر 2013 کی ترمیم کے ذریعے شامل کی  
گئی تھی جو 1 نومبر 2013 سے نافذ ہوئی۔



208. اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اصل وقف ایکٹ میں، دفعہ A108 قانون کی کتاب میں نہیں تھی۔ اسے پہلی بار ایکٹ 27 آف 2013 کے ذریعے 1 نومبر 2013 سے قانون کی کتاب میں لایا گیا تھا۔ اس طرح یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ دفعہ A108 کی دفعات صرف تقریباً 11 سال کی مختصر مدت کے لیے موجود تھیں۔ اصل وقف ایکٹ میں، یہ دفعہ 1995 سے 2013 تک

موجود نہیں تھی۔ چونکہ مقننہ قانون کی کتاب میں کوئی بھی دفعہ لانے کی اہل ہے، اسی طرح وہ اس دفعہ کو قانون کی کتاب سے حذف کرنے کی بھی اہل ہے۔ لہذا، ہم بادی النظر میں اس سلسلے میں چیلنج میں کوئی مادہ نہیں پاتے۔

## نتیجہ

209. حالات کی مجموعی صورتحال میں، ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پورے قانون کی دفعات کو روکنے کے لیے کوئی کیس بنایا گیا ہے۔ لہذا، متنازعہ ایکٹ کو روکنے کی درخواست مسترد کی جاتی ہے۔ تاہم، ایسا کرتے ہوئے، اس معاملے کے زیر التوا ہونے کے دوران تمام فریقین کے مفادات کے تحفظ اور مساوات کو متوازن کرنے کے لیے، ہم مندرجہ ذیل ہدایات جاری کرتے ہیں:

(i) ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 3 کی شق (ر) کا مندرجہ ذیل حصہ "کوئی بھی شخص جو یہ دکھاتا یا مظاہرہ کرتا ہے کہ وہ کم از کم پانچ سال سے اسلام پر عمل پیرا ہے"

اس وقت تک روکا جائے گا جب تک ریاستی حکومت اس سوال کا تعین کرنے کے لیے ایک طریقہ کار فراہم کرنے کے لیے قواعد نہیں بناتی کہ آیا کوئی شخص کم از کم پانچ سال سے اسلام پر عمل پیرا ہے یا نہیں؛

(ii) ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعہ 2 (کا پروویژن، جویوں ہے:  
"بشرطیکہ ایسی جائیداد کو وقف کی جائیداد نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ نامزد افسر اپنی رپورٹ پیش نہ کرے۔"

اور ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کی ذیلی دفعات 3 (اور) 4 (کی دفعات، جویوں ہیں:  
("3) اگر نامزد افسر جائیداد کو سرکاری جائیداد قرار دیتا ہے، تو وہ ریونیو ریکارڈ میں ضروری اصلاحات کرے گا اور اس سلسلے میں ریاستی حکومت کو ایک رپورٹ پیش کرے گا۔  
4) ریاستی حکومت، نامزد افسر کی رپورٹ موصول ہونے پر، بورڈ کو ریکارڈ میں مناسب اصلاحات کرنے کی ہدایت دے گی۔"

روکا جائے گا؛

(iii) یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ جب تک ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کے تحت وقف کی جائیداد کے عنوان کے حوالے سے مسئلہ ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کے تحت ٹریبونل کے ذریعے شروع کی گئی کارروائیوں میں حتمی طور پر فیصلہ نہیں کیا جاتا اور ہائی کورٹ کے مزید احکامات کے تابع، نہ تو اوقاف کو جائیداد سے بے دخل کیا جائے گا اور نہ ہی ریونیو ریکارڈ اور بورڈ کے ریکارڈ میں اندراج متاثر ہوگا۔ تاہم، ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ C3 کے تحت تحقیقات کے آغاز سے لے کر ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 83 کے تحت ٹریبونل کے حتمی فیصلے تک، ایپل میں ہائی کورٹ کے مزید احکامات کے تابع، ایسی جائیدادوں کے حوالے سے کوئی تیسرے فریق کے حقوق پیدا نہیں کیے جائیں گے؛

(iv) یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ جہاں تک ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت قائم کردہ مرکزی وقف

کو نسل کا تعلق ہے، اس میں 22 میں سے 4 سے زیادہ غیر مسلم اراکین شامل نہیں ہوں گے۔ اسی طرح، جہاں تک ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت قائم کردہ بورڈ کا تعلق ہے، یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ اس میں 11 میں سے 3 سے زیادہ غیر مسلم اراکین شامل نہیں ہوں گے؛

(v) اگرچہ، ہم ترمیمی وقف ایکٹ کی دفعہ 23 کی دفعہ کو روکنے کے حق میں نہیں ہیں، ہم ہدایت دیتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو، بورڈ کے چیف ایگزیکٹو آفیسر کو مقرر کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے جو بحیثیت عہدہ سیکرٹری مسلم کمیونٹی سے ہو؛ اور

(vi) ہم واضح کرتے ہیں کہ ہم نے اوپر جو کچھ مشاہدہ کیا ہے وہ ہماری بادی النظر میں غور و فکر پر مبنی ہے تاکہ یہ جانچا جاسکے کہ آیا تنازعہ ایکٹ یا اس میں موجود دفعہ (دفعات) کو عبوری روک لگائی جانی چاہیے یا نہیں۔ یہاں کیے گئے مشاہدات فریقین کو ترمیمی وقف ایکٹ یا اس میں موجود کسی بھی دفعہ (دفعات) کی قانونی حیثیت کے حوالے سے دلائل پیش کرنے سے نہیں روکیں گے۔

210. ہم درخواست گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے معزز سینئر وکیل جناب کپل سبل، ڈاکٹر راجیو دھون، ڈاکٹر اے. ایم. سنگھوی، جناب سی. یو. سنگھ اور جناب حذیفہ احمدی کی گہری تعریف ریکارڈ پر لاتے ہیں۔ ہم حکومت ہند کی طرف سے پیش ہونے والے معزز سالیسٹر جنرل آف انڈیا جناب تشار مہتا کے ساتھ ساتھ تنازعہ فریقین کی طرف سے پیش ہونے والے معزز سینئر وکیل جناب راکیش دویدی، جناب رنجیت کمار، جناب گوپال شنکر نارائنن اور جناب گرو کرشنا کمار کی بھی گہری تعریف ریکارڈ پر لاتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم

تمام معزز وکلاء کی ان کے دلائل پیش کرنے میں معزز سینٹر  
وکیلوں کی بہترین مدد کرنے پر تعریف ریکارڈ پر لاتے ہیں۔

..... چیف جسٹس (بی. آر. گاوالی)..... (جج) آکسٹین جارج

مسیح (نئی دہلی؛ 15 ستمبر 2025)۔